اے بی سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لہٗ دعوۃ الحق

فون نمبر: دارالعلوم - ۴ | قرآن و سنت کی تعلیمات کا علمبردار | فون نمبر: رہائش - ۲

جلد نمبر : ۱۹ | ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ
شمارہ نمبر : ۱۱ | اگست ۱۹۸۴ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر : سمیع الحق

اس شمارے میں

نقش آغاز — (مسودہ قصاص و دیت)	سمیع الحق	۲
برکات و ثمرات علم دین	شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ	۷
تحریک شاہ ولی اللہ و سید احمد شہید کے بنیادی خد و خال	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۱۷
اسلام میں خواتین کی تعلیم و تربیت، اور پردہ کی اہمیت	شیخ علی عبدالرحمان امام مسجد نبوی	۲۹
اسلام اور ذکری مذہب	جناب محمد نصیر قریشی	۳۷
زبان کا محاسبہ	مولانا عبدالماجد دریابادی	۴۱
مولانا عبدالوحید قاسمی	مولانا محمد ابراہیم فانی	۴۳
امام المازریؒ	ڈاکٹر محمد رشید فاروقی نائیجریا	۴۹
تعارف و تبصرۂ کتب	ادارہ	۵۷
دارالعلوم کے شب و روز	ادارہ	۵۹

بدل اشتراک
پاکستان میں سالانہ ۳۵/- روپے فی پرچہ ۳/۵۰ روپے
بیرون ملک، بحری ڈاک ۴ پونڈ۔ بیرون ملک، ہوائی ڈاک ۷ پونڈ

سمیع الحق استاد دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

مجلس شوریٰ ہال

۲۵ جولائی ۸۴ء بارہ بجکر ۱۰ منٹ

سمیع الحق

مسودۂ قصاص و دیّت

وفاقی کونسل میں کی گئی تقریر!

مسودۂ قصاص و دیت پر ۲۵ جولائی ۸۴ء وفاقی کونسل میں مولانا سمیع الحق کی دس منٹ کے محدود وقت میں کی گئی تقریر وفاقی کونسل سیکرٹریٹ کی ضبط کردہ شکل میں! (ادارہ)

مولانا سمیع الحق نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب چیئرمین - یہ موضوع مختلف پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے۔ اس لئے دس منٹ میں تو اس کو سمیٹنا بڑا مشکل ہے میں صرف دو چار اصولی باتیں عرض کروں گا اس لئے کہ جو اختلافی نوٹ ہمارے سامنے آئے ہیں ان میں زیادہ تر ان باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ سب سے پہلی چیز جو ساری نظریاتی انتشار کی اساس بن جاتی ہے اور جس کی طرف ابھی میرے دوست قاری سعید الرحمٰن صاحب نے بھی اشارہ فرمایا کہ حدیث کی جو عظمت اور حیثیت ہے اور جو تشریعی مقام ہے۔ اسلام میں حدیث کا اس پر ان دوستوں کی نظر نہیں پڑتی۔ قرآن کریم نے واضح طور پر بار بار حدیث کی تشریعی حیثیت کو اجاگر کیا ہے۔ اور اس کو حجت تسلیم کرنا اسلام کی بنیادی شرط قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليما (تیرے رب کی قسم (حضور اقدس کو خطاب ہے) کہ یہ لوگ مومن نہیں بن سکتے جب تک تجھے ثالث، فیصلہ کرنے والا اور حکم نہ تسلیم کرلیں۔ پھر ان کے دل میں بھی آپ کے فیصلوں پر کچھ بوجھ محسوس نہ ہو آپ کے فیصلوں پر اور سر تسلیم خم کرلیں۔

جناب چیئرمین - مولانا صاحب - یہ آیت کریمہ کل سے آج تک چار بار اس ایوان میں پڑھی جا چکی ہے۔

مولانا سمیع الحق چلتے میں دوسری آیت پڑھ لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم (الآیۃ)

کسی مومن اور مومنہ کو خواہ وہ مرد ہو یا خاتون ہو کوئی حق نہیں کہ جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی فیصلہ کیا تو ان کو اس کے ماننے یا نہ ماننے کا اختیار رہے (بلکہ وہ لازماً تسلیم کرے گا)

حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں ایک خاتون آئی اور ایک مسئلے کے بارے میں دریافت کیا۔ جیسے آج کل بھی نقش ونگار جسم میں گوندھتے ہیں۔ تو گوندھنے کا حکم دریافت کیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ اس خاتون نے اس وقت یہی کہا۔ کہ میں نے تو سارے قرآن کا مطالعہ کیا ہے الم سے والناس تک۔ اس مسئلے کا ذکر مجھے قرآن میں تو نہیں ملا۔ اس کے ذہن میں بھی یہی تھا کہ قرآن کریم میں جو بات ہے صرف وہی حجت ہے۔ تو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا " کہ اگر تو نے قرآن کریم کو غور سے پڑھا ہوتا تو تُو ضرور اس حکم کو قرآن میں پالیتی۔ خاتون نے پھر کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں ہوسکا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا لو قرأتیہ لوجدتیہ اور فرمایا تو نے غور کیا ہوتا تو پڑھ لیتی پھر خود وضاحت کی۔

قرآن میں آیت ہے:- ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا (الآیۃ)

اللہ نے فرمایا۔ کہ "جو حکم تمہیں رسولؐ نے دیا اور جو کچھ دیتا ہے اس کو لے لو اور جس چیز سے روکتا ہے اس سے رک جاؤ" تو یہ اصول جب قرآن نے بیان کردیا ہے تو ساری تفصیلات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں وہ گویا عین قرآن میں ہیں۔ تو ایک تو بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں نے اس سارے مسئلہ میں حدیث کے ساتھ صحیح انصاف نہیں کیا۔ ہمارے فاضل دوست چودھری الطاف وغیرہ نے اپنے اختلافی نوٹ میں صفحہ ۴۳۴ میں یہاں تک لکھا کہ۔ احادیث جن کا زیادہ تر بلکہ ۹۹ فیصد حصہ اخبار احاد پر مشتمل ہے وہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ ان میں نہ تو حقانیت ہے اور نہ ہی پورا یقین شامل ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ ان سب سے جو روایت الگ الگ یا ایک ایک راوی کے ذریعہ نقل ہوئیں اور جو اکیلے کسی صحابی نے سنی اور وہ امت کو بیان کی ان سب کو اخبار آحاد کہا جاتا ہے اب اگر احادیث کے سارے ذخیرے کو یہ کہا جائے کہ ان میں حقانیت ہی نہیں نعوذ باللہ پھر ہمارے پاس رہ کیا جائے گا۔ دوسری بنیادی بات جس پر سارا زور دیا جاتا ہے کہ نصف دیت کے بارے میں جو روایت ہے وہ ضعیف ہے تو اس کے بارے میں اتنی گذارش ہے کہ حدیث کا ایک سلسلہ جو ہے اس مسئلے کا اسی کو

انہوں نے نشانہ بنایا ہے۔ حالاں کہ یہ مسئلہ ایک حدیث میں روایت نہیں ہوا کہ عورت کی دیت نصف دیت ہے بلکہ کئی مستند کتابوں جو صحاح ستہ میں شامل ہیں، ایسی کتابوں میں منقول ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان احادیث کو نقل کیا ہے۔ ان کی کتاب صحاح ستہ میں شامل ہوتی ہے۔ موطا امام مالک نے ان احادیث کو نقل کیا ہے جب کہ امت کا ایک بڑا طبقہ امام بخاری کی "صحیح" پر بھی اس کو ترجیح دیتا ہے۔ گو عام رائے یہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ البخاری قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری ہے۔ مگر امت کا ایک طبقہ خاص کر مغربی ممالک، الجزائر، مراکش، تیونس اور افریقہ کے کئی علاقے وہ بخاری شریف پر بھی موطا امام مالک کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کنز العمال۔ نصب الرایۃ اور مصنف عبدالرزاق جو امام بخاری کے استاد ہیں۔ ان سب نے ان روایات کو نقل کیا ہے۔ روایت بھی ایک سے نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ سے، حضرت عثمانؓ سے، حضرت علیؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ سے اور حضرت زید بن ثابتؓ جیسے صحابہ کی یہی رائے تھی۔

اور بدائع الصنائع نے حضرت عمرؓ کا فیصلہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نصف دیت کا جو فیصلہ دیا تھا پورے صحابہ میں سے کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا اور سب نے اس کو تسلیم کر لیا تو یہ تمام صحابہ کرام کا اجماع قرار پایا۔ اس کے بعد یعنی خلفائے راشدین کے بعد ائمہ اربعہ کا زمانہ آتا ہے۔ سارے کے سارے ائمہ اربعہ اس مسئلے پر متفق ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قدیم و جدید کسی عالم کا ایک قول اس کے خلاف نہیں سنا۔ امام شافعی امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کے حامل ہیں۔ تو گویا ان سب کی اس کے بارے میں یہی رائے تھی۔ اور فقہ جعفری فقہ زیدی اور شیعہ مکتب فکر کے جتنے بھی فقہا ہیں۔ یہ ہمارے دوست علامہ سید محمد رضی مجتہد یہاں موجود ہیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ سب فقہا شیعہ اس پر متفق ہیں کہ عورت کی دیت نصف دیت ہے۔ تو ہمارے ان دوستوں کو اس سارے ذخیرے میں سے ایک دو قول ملے ہیں۔

جناب والا! یہ ضروری مسئلہ ہے اس لئے اس کی تشریح کرنے کے لئے آپ مجھے ایک دو منٹ اور دیں یہ ساری بنیاد قرار دیا گیا اس سارے ہنگامے کی تو دو حضرات کا قول ہے۔ ایک ابوبکر اصم اور دوسرے ابن عُلیہؒ۔ جب کہ بدقسمتی سے ہمارے یہ دوست کسی نام اور لفظ کا تلفظ بھی صحیح ادا نہیں کر سکتے۔ کبھی اس کو ابن اولیاء لکھتے ہیں کبھی اس کو کیا کہتے ہیں۔ ابن علیہ اور اصم ان پر نہیں سوچا ہے کہ یہ ہیں کون لوگ؟

اور سب سے پہلے ان کی یہ رائے امام ابن قدامہ نے المغنی میں نقل کی۔ ان دو حضرات کی رائے نقل کرتے وقت وہ کہتے ہیں۔ ان راویوں کے علاوہ کسی اور سے (یعنی نامعلوم راوی سے) مذکور ہے کہ ابن عُلیہؒ اور ابن اصم

یہ کہتے تھے کہ عورت کی دیت مرد کے مساوی ہے۔ ان راویوں کا نام تک نہیں لیا گیا۔ پھر ابن عُلیّہ اور ابن اصم کا قول ذکر کرنے کے بعد ابن قدامہ نے صراحت کر دی ہے کہ یہ قول پوری امت کے ہاں متروک ہے۔ کسی نے اس کو اختیار نہیں کیا۔ اب ہم ان دونوں کو علم حدیث کے رجال اور اسماء الرجال کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ کہ دونوں کون ہیں۔ اسماء الرجال کا علم اس امت کا عظیم الشان قابل فخر کارنامہ ہے۔ ہر ہر راوی کو محدثین نے جرح اور تعدیل کے علماء نے پرکھا ہے۔ تو اب سب سے پہلے ابوبکر اصم کو لیتے ہیں۔ جرح و تعدیل کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ انہوں نے ایک کمزور راوی کا نام لے کر کہا۔ کہ میں اس کو بھی ابن علیہ پر ترجیح دوں گا۔ امام نسائی نے کہا متروک ہے۔ یہ شخص بالکل محدثین کے ہاں مقبول نہیں ہے ابن معین نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ اسماء الرجال کی ایک مستند کتاب لسان المیزان ہے۔ اس نے تو پوری قلعی کھول دی۔ وہ لکھتا ہے کہ ابوبکر....

جناب چیئرمین۔ مولانا قبلہ کل بھی یہ بات ہوئی جو آپ بتا رہے ہیں اور آج صبح آپ سے پہلے بھی ایک صاحب نے انہی کتابوں کے حوالے سے یہ چیزیں بتائیں بار بار کیوں وہی باتیں دہرا رہے ہیں۔

مولانا سمیع الحق۔ میں نے اس مسئلہ پر یہ اختلافی نوٹ دیا تھا کہ دفعہ ۲۸ کے بارے میں جب قرآن کریم اور احادیث اور فقہا کی واضح ہدایات ہیں تو اسے . . .

جناب چیئرمین۔ اس طرح سے دوسروں کا حق مارا جائے گا اور کوئی بات نہیں ہے۔

مولانا سمیع الحق۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ (نصف دیت) اتنا واضح، قطعی ہے اور مسلمہ ہے اگر اس کو اسی ایوان میں طے شدہ قرار دیا جاتا اور جو اللہ اور رسول ﷺ نے فیصلہ کیا تھا اس پر ہم سب حضرات و خواتین سر تسلیم خم کر لیتے اور اس کو کسی سپریم کورٹ، کسی ادارے کے پاس مزید تفصیل کے لئے نہ بھیجتے تو اچھا ہوتا۔ کیوں کہ اس وقت ہزاروں ایسے کیس ہیں جو اس آرڈیننس کے نفاذ کے منتظر ہیں۔ سینکڑوں لوگ جو کال کوٹھڑیوں میں ایک ایک لمحہ گن رہے ہوں گے کہ کب یہ نافذ ہوگا۔ اور کب مصلحت کی راہ کھلے گی۔ اور انہیں انصاف مہیا ہوگا۔ اگر اس کو ہم اس طرح ملتوی کر دیں تو اس آرڈیننس کے نفاذ میں مزید تاخیر ہو جائے گی۔ پھر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے بیان کردہ مسائل میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں۔ اس میں نہ عورتوں سے زیادتی کی گئی ہے نہ مردوں سے۔ اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا اور غیر مسلم سب کا خالق ہے۔ اور آزاد اور عبد تک کا قصاص میں مساوات رکھا گیا ہے اسلام میں۔

صرف دیت کے ایک مسئلہ میں جو صرف قتل خطا کی صورت سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تفصیل ہے۔ واضح حدود اور ہدایات ہمارے سامنے ہیں۔ تو میری رائے یہ ہے کہ ہمارے معزز ارکان اس مسئلے کو بھی جس طرح اس کی تشریح قرآن میں ہے اسی طرح رکھ دیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں اس کی تفصیل تھی کہ مقدار نصف دیت ہوگی اور اسی کو برقرار رکھا جائے۔

جناب چیئرمین۔ مولانا صاحب بہت بہت شکریہ!

بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے
"ذٰلک خیر"
"لباس التقوٰی"

ارشادات حضرت شیخ الحدیث مدظلہ

ضبط و ترتیب۔ حافظ محمد ابراہیم فانی
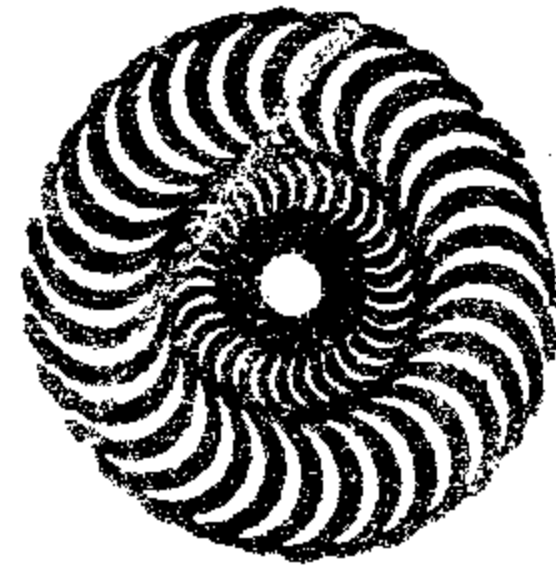
برکات و ثمرات علم دین

مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۸۷ء بروز جمعہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دارالعلوم حقانیہ کے تین فضلاء مولانا سید عبدالبصیر شاہ و مولانا عطاء الرحمن و مولانا عزیز الرحمن کی تقریب دستار بندی میں شرکت کے لئے شب قدر تشریف لے گئے۔ اشتہارات کے ذریعہ حضرت کی آمد کی اطلاع دی گئی تھی۔ اس لئے حضرت کو ایک جھلک دیکھنے کے لئے دور دراز علاقوں سے لوگ بسوں اور ویگنوں کے ذریعہ شب قدر آئے تھے۔ حضرت کی طبیعت میں اس دن کافی انبساط تھا۔ عصر کی نماز کے بعد تقریب دستار بندی شروع ہوئی۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سپاسنامہ سنایا گیا جس میں باوجود ضعف و نقاہت کے آپ کی تشریف آوری پر کلمات سپاس کے علاوہ اس بات کا بھی ذکر تھا کہ یہ علاقہ مجاہد اعظم حضرت حاجی صاحب ترنگزئی کا مسکن رہا ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے حضرت حاجی صاحب مرحوم کی روح کو یقیناً خوشی محسوس ہوگی۔ اور مستقبل کا مورخ اس روحانی قران السعدین کو نہایت اچھے انداز میں خراج تحسین پیش کرے گا۔ حضرت نے اس موقع پر جو پرمغز خطاب فرمایا وہ نذر قارئین ہے۔

(محمد ابراہیم فانی)

(خطبہ مسنونہ کے بعد) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم

آپ بھی ساتھ پڑھیں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

نضر اللہ امرءً اسمع مقالتی فوعاھا و اداھا کما سمعھا۔

محترم بزرگو! یہ میری بہت بڑی خوش قسمتی سعادت اور نیک بختی ہے اگرچہ امتدادِ مرض کی وجہ سے تقریباً تین چار سالوں میں میرا جلسوں وغیرہ میں رفت آمد بہت کم ہے۔ یہ شب قدر کا علاقہ اللہ تعالیٰ اس کو آباد رکھے۔ اس دور میں جب کہ حاجی صاحب ترنگزئی مجاہدِ اعظم کا انگریز کے ساتھ مقابلہ تھا۔ انگریز نے کہا تھا کہ اگر مرغ اذان دے یا نہ دے لیکن صبح ضرور ہوگی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں اس علاقے پر قبضہ کروں گا۔ مگر خدا کی قدرت ہر ایک پر غالب ہے۔ اللہ جل جلالہٗ نے انگریز اس کے پلٹن اس کے رسالے تباہ و برباد کئے۔ ان ایام میں جب کہ حضرت حاجی صاحب بقیدِ حیات تھے۔ اللہ نے ہمیں ان کی ملاقات سے مشرف فرمایا اور ہم نے یہ علاقہ شب قدر دیکھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک وقت دوبارہ لوٹایا۔ وہ دور ہمیں یاد آیا کہ مجاہدین کے گڑھ مرکزِ مجاہدین اور باطل شکن قوم کے ساتھ ایک زمانہ بعد ملاقات ہو گئی۔ یہ میری نہایت خوش قسمتی ہے۔ میں آپ کو کیا عرض کروں میرے بارے میں جو عظیم الشان کلمات ان بزرگوں نے فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے کہ مجھ جیسے گناہ گار کے متعلق اس حسنِ ظن کے کلمات بیان کئے۔

یہ حقیقت ہے کہ اللہ نے دین نازل فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اللہ فرماتے ہیں۔ یہ ذکر میں نے نازل فرمایا ہے۔ اور میں ہی اس کی حفاظت کروں گا۔ یہ خدا کی شان ہے۔ ابتدائے تاریخ کا آپ مطالعہ کریں۔ خلفاً راشدین کے دور کے بعد دین کی خدمت کا ضعفا، و کمزور اور مجھ جیسے بوڑھوں اور نابیناؤں جو راستہ پر بھی نہیں جا سکتے موقع بخشا۔ یہ خدمت اللہ نے بادشاہوں سے نہیں لی۔ امراء سے نہ لی۔ اس لئے کہ کل لوگ یہ نہ کہیں کہ اسلام دنیا میں بزورِ سلطنت پھیلا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ اسلام دنیا میں طاقت کے بل بوتے پر پھیلا ہے نہیں بھائیو! یہ عاجزوں مسکینوں، فقراء اور ہم جیسے لولے لنگڑوں۔ یہ ہم دین کی حفاظت نہیں کرتے بلکہ دین کی حفاظت خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لیکن اس کی برکت سے ہم بھی محفوظ ہیں۔ بالفرض اگر ایک دشمن شبقدر کے علاقے پر اعلان کرے۔ کہ میں اس پر بمباری اور گولہ باری کروں گا اور حکومتِ وقت اعلان کرے کہ ہم نے آلاتِ حرب اور آلات مدافعت اردگرد پھیلائے ہیں۔ یہاں پر بم نہیں پھینک سکتے۔ تو اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ میں بچ جاؤں تو اس کو چاہیئے کہ اس کو پہنچ جائے جب وہ اس محفوظ مقام میں پناہ لے تو وہ بھی پرامن ہوگا۔

تو میں آپ کو کیا عرض کروں۔ قرآن مجید کی حفاظت اللہ رب العزت نے کی ہے۔ قرآن کے الفاظ کی حفاظت کے لئے اللہ نے حفاظ پیدا کئے۔ لب و لہجے کی حفاظت کے لئے قراء۔ اس کے مفاہیم و مسائل کے

استنباط کے لئے فقہار کرام۔ اس کے اعراب و بنا اور حرکات کے لئے نحوی حضرات۔ صیغے کی تفصیلات کے لئے علمار صرف اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی خدمت کے لئے مختلف جماعتیں پیدا کی ہیں۔ آپ لوگ خوش قسمت ہیں اللہ آپ کو اجر دے۔ یہ ہمارے بھائی جن کی دستار بندی کی گئی و دیگر فضلاء کرام جو یہاں موجود ہیں یا ملک کے دیگر حصوں میں مقیم ہیں۔ یہ اللہ کی مہربانی ہے۔ ہماری حفاظت دین کی برکت سے کر رہے ہیں۔ دین کی حفاظت ہم نہیں کر رہے بلکہ دین کی وجہ سے ہم محفوظ ہیں۔ ہماری حفاظت دین کی وجہ سے ہو رہی ہے۔

میرے بھائیو! یہ اللہ کا فضل ہے کہ پروردگار جل جلالہ نے ہم اور آپ کو دین کی خدمت کا موقع عطا فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان تمام علمار ان تمام فضلاء اور ان تمام رہنمایان قوم کی عمر میں برکت فرما دے۔

محترم بھائیو! اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہمیں اس نے بشکل انسان پیدا کیا۔ اور پھر بصورت مسلمان۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں محسوب فرمایا۔ اللہ کا بڑا کرم ہے۔ اگر ہم کو گندی نالیوں کے کیڑے مکوڑوں کی شکل میں پیدا کر دیتا تو ہمیں یہ حق نہ پہنچتا کہ ہم شکایت کرتے۔ کہ ہمیں کیوں کیڑوں کی شکل میں پیدا فرمایا۔ یہ اللہ کی مہربانی ہے۔ کہ ہم اور آپ کو دین کی خدمت اور دین کی خوشی میں علمار کرام کی دستار بندی میں شرکت کا موقع دیا۔

محترم بھائیو! یہ دستار بندی جن فضلاء کی کرائی گئی اور یہ دوسرے اکابرین یہ وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی ہے کہ نضر اللّٰہ امراً سمع مقالتی فوعاھا واداھا کما سمعھا۔ اللہ تعالیٰ تر و تازہ اور سرسبز و شاداب رکھے اس شخص کو جس نے میرا کلام اور مقالہ سنا۔ اس آدمی کو اللہ تعالیٰ دنیا میں قبر میں آخرت میں اور ہر منزل و مرحلہ میں تر و تازہ رکھے۔ میں آپ کو عرض کروں کہ قرآن و حدیث کی برکات ہیں۔ کہ امام بخاریؒ جب انتقال فرما گئے تو ان کی قبر سے مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو آ رہی تھی۔ زائرین آپ کی قبر سے مٹھی بھر مٹی لے جاتے تو عصر تک وہ قبر کافی حد تک خالی ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن و حدیث کی خدمت کی بدولت یہ مقام عطا فرمایا۔ زندگی میں تو چھوڑو بعد از مرگ بھی ان کی قبر معطر تھی۔ اور لوگ اس سے خوشبو حاصل کرتے۔ پھر وہ لوگ جو ان کے خادم تھے انہوں نے دعا کی۔ کہ اے خداوندا امام بخاریؒ کی یہ کرامت مخفی فرما۔ کیونکہ ہر روز یہ قبر خالی ہو جاتی ہے۔ اور ہم اسے بھرتے ہیں۔ اس واسطے انہوں نے چھ ماہ بعد دعا مانگی۔ میں آپ کو عرض کروں۔ کہ قرآن و حدیث کی خدمت

جن لوگوں نے کی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اور وہ یقیناً مقبول ہے کہ نضر اللہ امرأ سمع مقالتی پروردگار تروتازہ رکھے۔ دنیا میں، قبر میں، برزخ میں اور آخرت میں۔ یہ جماعت علماء و محدثین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دعا کا مصداق بنادے۔ میں کبھی کبھی اپنے طالب علموں کو کہتا ہوں کہ دیکھو۔ متوسط درجے والے لوگوں سے آپ کے کپڑے سفید ہیں۔ ان سے آپ کی خوراک معتدل درمیانہ اور بہتر ہے۔ یہ کس چیز کی برکت ہے یہ برکت ہے اس دعا کی، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ علماء کی خوراک ان کا لباس۔ طلباء کی خوراک و پوشاک دنیا میں بھی بارونق و باعزت اور قابل فخر ہے۔ اور آخرت میں بھی۔

یہ جن فضلاء کی ہم نے دستار بندی کرائی جب یہ لوگ قیامت کے دن اٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ آپ اکیلے جنت میں نہ جائیں بلکہ آپ کے ساتھ جو لوگ آپ کے پسندیدہ ہوں، میدان حشر میں آپ ان کا انتخاب کریں اور اپنے ساتھ لے جائیں۔ اب جو یہاں تشریف لائے ہیں انشاء اللہ ہمارا یقین ہے کہ ان کی معیت میں جب یہ لوگ جنت جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ آپ اکیلے جنت نہ جائیں بلکہ وہ لوگ وہ جماعت جنہوں نے آپ کی قدر کی ہے۔ دین کے ساتھ ان کی محبت تھی۔ آپ ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔ اور جب قبر سے اٹھیں تو سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران ان پر سایہ فگن ہوں گی۔ اور یہ لوگوں پر دھوپ ہو گی۔ لیکن وہ حفاظ جنہوں نے سورتیں یاد کی ہیں۔ قرآن یاد کیا ہے۔ حدیث پڑھی ہے۔ یہ لوگ عرش کے سایہ تلے ہوں گے۔ اور جنت میں جائیں گے۔ اکیلے نہیں جائیں گے۔ بلکہ اپنے رفقاء، اللہ ان کو فرمائیں گے کہ ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔

اگر اس دنیا میں کوئی شخص کمشنر بنے۔ گورنر بنے۔ وزیر بنے تو وہ ایک شخص کو پھانسی کے تختے سے اتار سکتا ہے؟ گورنر بھی اس کو اتار نہیں سکتا، بشرطیکہ قانون ہو۔ لیکن یہ اصحاب جن کی اب دستار بندی ہوئی ہے ان کے والدین کے سر پر تاج رکھا جائے گا۔ اس تاج کا ایک ایک موتی سورج سے زیادہ چمکدار ہو گا۔ اور اکیلے نہ ہوں گے بلکہ ہم اور تم، تمام سامعین و حاضرین مجلس کے بارے میں یہ لوگ کہیں گے کہ یا خدایا یہ ہمارے ساتھی تھے۔ دور دور سے ہمارے حوصلے بلند کرنے کے لئے آئے تھے خدایا ان کو جنت میں داخل فرما۔ اللہ تعالیٰ ان کو فرمائیں گے کہ آپ آگے ہو جائیں یہ تمام جنت میں جائیں گے اللہ ہمیں ان فضلاء، ان علماء کی برکت سے جنت میں داخل فرمادے۔

میرے بھائیو! یہ دستار بندی جو ہم نے کی۔ یہ کوئی معمولی شئے نہیں۔ یہ نبی علیہ السلام کے وارث

ٹھہرے اور جن مدرسین نے ان کی دستار بندی فرمائی انہوں نے ان کی قابلیت پر اعتماد کیا۔ یعنی ان میں حق گوئی کی قابلیت موجود ہے۔ ان کے مواعظ ان کے مسائل پر ہم نے اعتماد ظاہر کیا۔ یہ درجہ جوان کو ملا یہ نہ وزارت ہے نہ صدارت ہے نہ گورنری ہے۔ درجہ جلیلہ ہے تو پھر یہ کیا ہے بھائیو! اگر ایک شخص مال و دولت کا مالک بن جائے تو زیادہ سے زیادہ یہ کہیں گے کہ یہ قارون کا وارث ہے۔ اگر کوئی وزیر بنا تو یہ ہامان کا وارث ہوا۔ اس کے درجہ کو پہنچا۔ کیونکہ ہامان فرعون کے زمانہ میں وزیر اعظم تھا۔ اگر کسی کو صدارت یا بادشاہی ملے تو ہم کہیں گے کہ یہ نمرود اور فرعون کا قائم مقام ہے۔ لیکن یہ علم جس نے حاصل کیا تو یہ کیا چیز ہے۔ یہ پیغمبروں کا وارث ٹھہرا جو علم انبیاء سے مخصوص ہے تو وہ وحی کا علم ہے پیغمبر کو جو وحی آئی۔ متلو وحی۔ و غیر متلو وحی۔ تو یہ دستار بندی جو ہوئی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ وحی سیکھی ہے۔ وہ علم وحی انہوں نے مدارس میں علماء سے سیکھی۔ کتابوں سے سیکھی۔ اب یہ بڑا تاج ہمارے اوران کے سروں پر رکھا گیا کہ یہ پیغمبروں کے وارث ہیں۔ پھر جو خصوصیات پیغمبروں کی ہیں ان کی پیروی ہم کریں گے۔ جیسی زندگی پیغمبر نے گذاری ہے۔ اسی طرح زندگی ہم گذاریں گے۔ پیغمبروں نے جتنا تحمل سے کام لیا تھا اتنا ہم بھی برداشت کریں گے اوران کے نقش قدم پر چلیں گے۔

محترم بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں کسی سے اپنا انتقام نہیں لیا۔ سوائے ابی ابن خلف کے جو کافر تھا۔ اس نے بھوک ہڑتال کی تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کروں گا اس وقت تک میں کھانا پینا اور سایہ میں نہیں بیٹھوں گا۔

جب یہ میدان احد میں سامنے آیا تو حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ کب تک بھوکا پیاسا دھوپ میں پھرے گا جب یہ قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیزہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس سے ابی بن خلف کو مارا۔ جس سے معمولی خراش اس کی گردن میں آئی۔ اس نے چیخ ماری اور تڑپنے لگا۔ لوگوں نے اسے کہا کہ تم عجیب آدمی ہو ذرا سی خراش پر دھاڑیں مار کر رو رہے ہو اور تڑپ رہے ہو۔

اس نے کہا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ کس کا نیزہ تھا۔ یہ وار اور یہ نیزہ محمد رسول اللہ کا تھا۔ اگر میں اس پر نہ روؤں تو پھر کون روئے گا۔ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت عطا فرمائی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بخاری شریف میں آیا ہے۔ کہ ان کے پاس عزرائیل علیہ السلام آتے اور کہا کہ میں آپ کی روح قبض کرتا ہوں۔ وہ اس وقت کچھ مراقبے میں تھے۔ اور قانون یہ ہے کہ جب پیغمبروں کے پاس حضرت عزرائیلؑ

جاتے ہیں تو پہلے سلام کہتے ہیں پھر اجازت چاہتے ہیں۔ بعدازاں انہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں یا آخرت۔

تو قبل اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام انہیں اجازت دیدے۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو انبیاء کی شان دکھاتا ہے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی روح قبض کرتا ہوں۔ یہ اس طرح ہے جس طرح ہم پٹھان ایک جگہ بیٹھے ہوں۔ ایک آدمی یعنی دشمن آجائے اور وہ کہے کہ میں تم کو قتل کرتا ہوں۔ آپ کو مارتا ہوں۔ تو تم اسے کہتے ہو کہ جاؤ تم مجھے کیا مارو گے؟ تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کی روح قبض کرتا ہوں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم میری روح قبض کر سکتے ہو؟ اسے ایک مکہ مارا جس سے ان کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تو عزرائیل خدا کے پاس گئے۔ اور عرض کیا کہ آپ نے مجھے ایسے شخص کے پاس بھیجا ہے کہ اس نے تو میری آنکھ نکال دی ہے۔ تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے عزرائیل تم تو خود اولوالعزم فرشتہ ہو۔ تم نے قانون کی خلاف ورزی کی تم پہلے اس کے پاس جاؤ اور سلام کہو۔ پھر اجازت مانگو۔ اس کے بعد اس نے جو کچھ تمہیں کہا تجھے معلوم ہو جائے گا۔

چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام دوبارہ ان کے پاس گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ پھر انہیں سلام کیا اور کہا کہ آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں یا آخرت میں۔ اگر دنیا میں رہنا پسند ہو تو اپنا ہاتھ دُنبے کی پیٹھ پر رکھیں۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ میں آئیں تو ہر بال کے مقابلہ میں آپ کی عمر ایک سال بڑھ جائے گا۔ اگر ایک لاکھ بال ہوں تو آپ کی عمر ایک لاکھ سال بڑھ جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ پھر کیا ہوگا؟ تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا۔ موت۔ کل شیءٍ هالكٌ الا وجهه کل من علیها فان تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا الآن۔ جب پھر مرنا ہے تو اس وقت بہتر ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت مراقبہ میں مشغول تھے اور عزرائیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ میں آپ کی روح قبض کرتا ہوں تو انہوں نے غصہ میں آکر ایک مکّہ رسید کیا انہوں نے خیال کیا کہ یہ کوئی میرا دشمن ہے جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔ تو حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تو حضرت عزرائیل تھے جن کی آنکھ پھوٹ گئی واللہ العظیم۔ اگر یہ وار سات آسمانوں اور زمینوں پر کرتے تو یہ تمام آسمان و زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ میں آپ سے کیا عرض کروں۔ پیغمبروں کو خدا نے کتنی قوت دی ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر کسی سے انتقام نہیں لیا۔ سوائے ابی بن خلف کے۔ کیونکہ اس نے بھوک ہڑتال کی تھی تو اس کی تکلیف کی وجہ سے حضور نے اسے جلد از جلد واصل جہنم کر دیا۔

میرے محترم بھائیو! ان علماء و فضلاء کی دستار بندی جو ہم نے کی۔ اللہ اس میں برکت ڈالے۔ میرے بزرگو! آپ کو بخوبی علم ہے۔ علم کی خدمت جس طرح حضورؐ نے کی ہے وہ فرماتے تھے:

لا اسئلکم علیہ من اجر اے لوگو۔ میں آپ سے تنخواہ وغیرہ نہیں لیتا۔ اجر نہیں لیتا۔ صرف یہ کہتا ہوں کہ قولوا لا الٰہ الا اللہ

ہم اور یہ فضلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے میراث میں ورثاء کو حق نہیں دیا اور فرمایا:۔

نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ

یہ صدقہ ہے۔ تو میراث نبی علیہ السلام اپنے وارثوں کو نہیں دی۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ میراث یہ بھی ایک منفعت ہے۔ اور فائدہ صرف ایک خاندان کو پہنچا۔ زکوٰۃ اسلام میں ایک بڑا شعبہ ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام نے اپنی اولاد پر زکوٰۃ منع فرمائی۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اس زکوٰۃ سے نبی علیہ السلام نے اپنی اولاد کی حفاظت کا سامان مہیا کر دیا۔ اسی طرح میراث کو بھی بند کر دیا۔

تو نبی علیہ السلام صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کس طرح کن کوششوں سے اسلام ہم تک پہنچایا یہ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی حفاظت قیامت تک کریں۔ اذا جاء نصر اللہ (الآیہ) جب فتح مکہ واقع ہوئی تو اللہ نے انہیں فرمایا۔ اب آپ ہمارے دربار میں آئیں جس طرح کہ ایک کرنل یا ایک جرنل بہادری کرے تو اسے وزیر بنایا جائے۔ تو رسول اللہ کو فرمایا گیا۔ کہ آپ ہمارے دربار میں تشریف لائیے۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ۔ یہ باقی امت فوج ہے۔ ہم اور آپ اسلام کو پھیلائیں گے۔ اب اس شب قدر اور دیہات میں جو اسلام پھیلا ہے ہم اس کی حفاظت کی کوشش کریں گے۔ اس کوشش کے لئے اکابرین دیوبند نے کتنی قربانیاں دی ہیں۔ انگریز کے دور میں امرتسر سے لے کر دہلی تک ہر درخت کے ساتھ ایک عالم یا اس کا ساتھی پھانسی پر لٹکایا جاتا رہا وہ ایسے تشدد کے دور میں اسلام کی حفاظت کے لئے سینہ سپر رہے۔ تو جب ہم ان کے وارث ہیں تو نہ دولت نہ تنخواہ نہ اور کوئی دنیاوی لالچ اور نہ نمود کا لحاظ رکھیں گے۔ ہم حضورؐ کے نقش قدم کے مطابق اللہ کے دین کی اشاعت اور اسلام پھیلانے کی کوشش کریں گے۔ وراثتِ انبیاء اور خلافت کا عہدہ اللہ نے ہمیں دیا۔ ہم کو اس سے شرف یاب کیا۔ خداوند قدوس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نضر اللہ امرأ کا مصداق ہمیں بنا دے۔

محترم بھائیو! میں نے چند ٹوٹے پھوٹے کلمات آپ کے سامنے عرض کئے۔ میں خود بیمار اور معذور ہوں لیکن

ان بھائیوں نے مجھے دعوت دی۔ یہ میری خوش قسمتی ہے۔ معلوم نہیں کب موت کا بلاوا آجائے پھر ملاقات ہو گی یا نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے درجات بلند فرمائے۔ یہ جتنے معاونین ہیں جتنے اس علاقہ کے رہنے والے ہیں۔ جتنے مجاہدین کے پشت پناہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں ترقی و خوشحالی نصیب فرمائے۔ میں ناچیز کسی چیز کے بھی قابل نہیں۔ یہ محض آپ کی شفقت ہے۔ کہ آپ لوگوں نے سپاسنامے کی شکل میں اشعار میں اور استقبال کے ذریعہ میری عزت افزائی کی۔ میں اس کا اہل نہیں۔ یہ آپ کے دل کے آئینے صاف ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام راستے پر جا رہے تھے تو بعض لوگوں نے انہیں گالیاں دیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام رک گئے انہیں کہا آپ خوب کہتے ہیں۔ آپ گالیاں دیں۔ جب انہوں نے گالیاں ختم کیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے دعائیہ کلمات استعمال کئے۔ شاگردوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ کہ جناب ان لوگوں نے آپ کو گالیاں دی ہیں اور برا بھلا کہا ہے۔ اور آپ ان کو دعائیں دے رہے ہیں۔

تو جس طرح ظرف ہوا اسی طرح مظروف ہوتا ہے۔ ظرف میں جو کچھ مظروف ہو وہی ٹپکے گا۔ اگر دودھ ہو تو دودھ۔ پیشاب ہو تو پیشاب۔ یہ آپ کے اپنے ظرف طاہر طیب اور مزکی ہیں کہ آپ نے مجھ ناچیز کو عزت اور فخر کی نگاہ سے دیکھا۔ ان علماء و فضلاء۔ بزرگان و اکابرین و دیگر فضلاء سابقین کے علم و عمل میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت اور ترقی عطا فرمائے۔ آپ کی سمع خراشی میں نے کی۔ دعا فرمائیں کہ دین کی خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیں صحت دے دے اور تمام مجاہدین و مبلغین جو دین کی تبلیغ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جدوجہد میں کامیاب فرمائے۔

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو فرماتے ہیں:

وامر بالمعروف وانہ عن المنکر۔ تو میرے محترم بھائیو! حضرت شیخ الہندؒ کے پاس طالب علم آتے اور انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے دو الفاظ بتائے۔ انہوں نے فرمایا۔ دیکھو یہ جو پگڑی آپ لوگوں نے ہمارے سر پر رکھی ہے اسے نہ اتاریں۔ انہوں نے فرمایا دیوبند تو ایک گاؤں ہے اسے کون پہچانتا ہے۔ لیکن فضلاء دیوبند تمام ملک میں پھیل گئے۔ انہوں نے علم کا نمونہ پیش کیا لوگوں نے کہا یہ تو شاگرد ہیں۔ ان کے اساتذہ کا بڑا رتبہ ہو گا۔ جب شاگردوں کی یہ شان ہے۔ تو لوگوں نے مجھے شیخ الہند بنایا۔ اب اگر آپ چلے گئے اور خدانخواستہ شرع کے خلاف کاموں میں مشغول ہو گئے۔ یا ایسے امور میں جو غیر مناسب ہوں تو لوگ کہیں گے کہ یہ تو شاگردوں کے کرشمے ہیں ان کا استاد کیا بلا ہو گا تو یہ جو پگڑی آپ لوگوں نے ہمارے سر پر رکھی ہے یہ نہ اتاریں۔

میرے بھائیو! یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ یہ خطہ علماء سے معمور ہے۔ تمام لوگ ان کے پشت پناہ ہیں۔ فرشتوں نے جن لوگوں کے قدموں تلے اپنے پر بچھائے ہیں اور آپ لوگوں نے ان کے سروں پر دستِ شفقت پھیرا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فضلا اپنے خاندان کے لئے باعثِ برکت بنا دے۔ جب تک علم رہے گا قیامت برپا نہ ہوگی جب علم ختم ہو جائے گا تو قیامت بپا ہو گی۔

جب تک اللہ تعالیٰ کے نام لیوا موجود ہوں قیامت نہیں آئے گی۔ لیکن جب خدا کے نام لیوا ختم ہو جائیں گے تو قیامت آجائے گی۔ آپ لوگ ذکر تبلیغ، درس تدریس کی کوشش کریں۔ اللہ آپ کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور یہ خالص لوجہ اللہ ہو۔ اس میں دنیاوی لالچ و اغراض کا دخل نہ ہو کیونکہ صحیح وارثانِ انبیاء تب ہوں گے جب ہم ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تحریک شاہ ولی اللہ وسیّد احمد شہیدؒ

کے بنیادی خد وخال

شمالی بہار کی مشہور عربی واسلامی درس گاہ "دارالعلوم احمدیہ سلفیہ" کے زیر اہتمام جلسہ مذاکرہ علمیہ کا پچیسواں اجلاس ۲۴ تا ۲۶ر مارچ ۱۹۸۴ء کو مشہور عالم دین اور محقق مولانا عبدالصمد شرف الدین کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں ملک کے متعدد علماء کرام نے شرکت کی۔ علاقہ کے عوام کی ایک بڑی تعداد تقریروں اور مواعظ سے مستفید ہوئی۔ مدرسہ کے ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۳ء تک کے فارغ ہونے والے ۱۰۵ علماء اور ۱۹ حفاظ کی دستار بندی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے دست مبارک سے ہوئی۔ حضرت مولانا ہی کے ہاتھوں مسجد کی تعمیر جدید اور توسیع کے لئے سنگ بنیاد رکھا گیا۔ حضرت مولانا نے اس موقع پر نئے فارغ ہونے والے علماء کو خصوصی خطاب فرمایا۔ جو یہاں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا محمد عبدہ ورسولہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ اجمعین ومن اتبعھم باحسان ودعا بدعوتھم الی یوم الدین۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ۔

حضرات اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ! میں دو باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ بچپن سے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ گھٹی میں جن لوگوں کے نام محبت وعظمت کے ساتھ پڑے اور یہ کوئی مبالغہ نہیں کہ واقعی گھٹی میں پڑے، ان میں حضرت سید احمد شہید اور ان کے یاران باتقویٰ، مجاہدین باصفا کے علاوہ کہ یہ تو گھر کی چیز تھی۔ حضرت مولانا ابو محمد ابراہیم صاحب کا نام ہے اور جب پڑھنے لکھنے لگا تو مولانا عبدالعزیز صاحب کا نام اس میں شامل ہوا۔

حضرت مولانا ابو محمد ابراہیم صاحب کا ہمارے خاندان سے بڑا قریبی تعلق رہا ہے۔ ہمارے جد امجد سید

ضیاالنبی صاحب جو حضرت سید صاحب کے سلسلہ کے آخری بزرگوں میں سے صاحب نسبت و صاحب باطن تھے۔ ان کے پاس وہ آیا کرتے تھے اور خود میرے گھر میں جو انقلاب آیا وہ حضرت مولانا ابراہیم صاحب کی تقریر سے آیا میری والدہ سناتی تھی کہ ہمارے خاندان میں جدید تعلیم کا رواج تھا۔ میرا ددیہال الحمدللہ خالص مولویوں کا خاندان ہے۔ اور اس میں جائداد و زمین نہ ہونے کے برابر ہے لیکن میرے نانیہال کا بڑے زمینداروں میں شمار ہوتا تھا اور اگرچہ بزرگوں کے اثرات چلے آرہے تھے لیکن پھر بھی ہر چیز اپنا ایک اثر رکھتی ہے۔ اذا ثبت الشی ثبت الشی بلوازمہ۔ زمینداری آئی اور بڑی زمینداری آئی اور میں یہ بھی عرض کردوں کہ اس کا شجرۂ نسب یہاں سے جا ملتا ہے اور آپ ہی کے قریب کے ضلع مظفر پور سے جا ملتا ہے۔

میرے جد مادری، میری والدہ کے حقیقی دادا مولوی سعیدالدین صاحب رائے بریلوی جو سید صاحب سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے وہ یہاں رہے۔ انہوں نے وکالت کی احتیاط کے ساتھ جو اس زمانہ میں ممکن تھی۔ اس سے جائیداد پیدا کی مظفر پور میں۔ میں جب مظفر پور سے گزر رہا تھا مجھے بچپن سے یہ بات معلوم تھی تو وہ یاد تازہ ہو گئی۔ بس مظفر پور کا نام شروع سے سنا تھا تو زمینداری کے سوا دبڑے لیکن مولانا ابراہیم کی تقریر سے دنیا بدل گئی۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب ان لوگوں میں تھے جو عمل بالحدیث کے ساتھ تعلق مع اللہ اور نسبت باطن رکھتے تھے اور یہ خصوصیت خاندان صادق پور کی ہے اور صادق پور کا سلسلہ سید صاحب کی تحریک سے جا ملتا ہے۔

۱۔ حضرت سید صاحب کی تحریک چار چیزوں سے جامع تھی۔

۱۔ توحید خالص۔ "الا للہ الدین الخالص"

۲۔ اتباع سنت۔ آپ پڑھئے مولانا ولایت علی کے حالات۔ مولانا یحییٰ کے حالات اولیائے متقدمین کے حالات آپ کو نظر آئیں گے۔ تزکیہ نفس اور تقویٰ کا تذکرہ جو آپ کتابوں میں پڑھتے ہیں۔ ان کی زندگی میں آپ کو نظر آئے گا۔ میں سچ کہتا ہوں ان کی سیرت پڑھنے سے آپ کی نمازوں کی کیفیت بدل جائے گی۔ میں نے خود اس کا بارہا تجربہ کیا ہے

۳۔ نسبت مع اللہ۔ دوام ذکر۔ اور خدا کے ساتھ ہر وقت تعلق۔

۴۔ اعلاء کلمۃ اللہ جو اگر کبھی جہاد بالسیف کا تقاضا کرے تو جہاد بالسیف۔ جہاد و قتال میں جو نسبت ہے عموم و خصوص کی۔ اہل علم جانتے ہیں قتال اخص ہے جہاد سے، جہاد کبھی کبھی قتال کی نوع میں ظاہر ہوتا ہے اس وقت وہی افضل جہاد ہوتا ہے لیکن جہاد اس سے وسیع ہے وہ بغیر سیف کے بھی ہوتا ہے۔ اور مدتوں ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب جہاد میں شمار ہوتا ہے۔ غرض ان چار چیزوں کا مجموعہ تھی سید احمد شہید کی جماعت۔

میں نے دیوبند کے جشن صد سالہ میں الفاظ کے تھوڑے اختلاف کے ساتھ یہ بات کہی کہ ان جماعتوں کو

جن کا تعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی جماعت سے ہے اور حضرت سید صاحب کی جماعت سے خواہ وہ جماعتیں اہلحدیث حضرات کی ہوں یا ان میں سے ہوں جو اپنے کو دیوبندی کہلاتے ہیں۔ ان سب جماعتوں کو ہمیشہ یہ احتساب کرتے رہنا چاہئے کہ ہم اس سے منحرف تو نہیں۔ یا خدانخواستہ ہم اس سلسلہ میں افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کے مرتکب تو نہیں ہو رہے ہیں؟ یا ہم نے ایک جزو کو پکڑ لیا اور دوسرے جزو کو چھوڑ تو نہیں دیا؟ یہ اسلاف کی امانت ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت کی پیش کی گئی رپورٹ میں اس کی طرف بلیغ انداز میں اشارے بھی کئے گئے۔ تو میں ایک بات عام جماعتوں سے یہ کہتا ہوں کہ سید صاحب کی جماعت کی یہ جو چار خصوصیات تھیں۔ توحید خالص۔ اور اتباع سنت کا خاص رنگ۔ یعنی احادیث کا تتبع اور ان پر عمل کرنے کی کوشش۔ اس میں آپ میں اور متبعین سنت کے دوسرے گروہوں میں اون کا تھوڑا سا فرق تو ہو سکتا ہے؟ اجتہاد کا فرق تو ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ سب اتباع سنت کے قائل ہیں۔ عامل ہیں اور اس کے لئے کوشاں ہیں۔ اور تیسری چیز تعلق مع اللہ ہے یعنی عوام کے تعلق سے کچھ زیادہ تعلق، ایک طرح کا تعلق اور عمومی ولایت عامہ حاصل ہے لیکن اللہ کے خصوصی ولایت عامہ حاصل ہے۔ لیکن اللہ کے ساتھ خصوصی ولایت اور اس کے ساتھ محبت جیسے قرآن میں کہا گیا ہے۔ ویحبھم ویحبونہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور کہا گیا۔ والذین امنوا اشد حبا للہ

سُن لیجئے! میں ایک مورخ اور اس جماعت کے ایک امین کی حیثیت سے آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ جو آپ کے اوپر دستار باندھی جا رہی ہے آپ کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ اس کے ساتھ کیا کیا چیزیں بندھ گئیں اور جو خصوصیات ذکر ہوئیں وہ ساری چیزیں اس دستار کے ساتھ باندھنے میں آگئیں اگر کوئی آنکھ دیکھنے والی ہو تو وہ دیکھ سکتی ہے۔ وہ ساری چیزیں اس دستار کے مشتملات اور مضمرات کی حفاظت کرتی ہے۔ اس دستار کے بندھنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ بالکل فارغ ہو گئے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چاروں چیزوں کے لئے آپ کو پوری زندگی وقف کرنی ہے۔ اور انہیں زندہ کرنا ہے۔ انہیں چاروں چیزوں کے ساتھ اللہ کا وہ مقبولیت کا معاملہ تھا انہی خصوصیات کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے متبعین میں وہ تاثیر اور کیمیا اثری رکھی تھی۔ کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔

میں ابھی مدراس گیا، وہاں میں نے "الذکر الجلی فی کرامات السید محمد علی الرامپوری" کا ایک نایاب نسخہ مجھے ملا۔ حضرت مولانا سید محمد علی صاحب، سید صاحب کے کبار خلفا میں سے تھے۔ میں پڑھ کر حیران تھا کہ یا اللہ کیسی تاثیر ملی تھی۔ حضرت سید صاحب کو اور ان کی جماعت کے متبعین کو، اللہ اکبر۔ کلمہ نہیں نکل رہا ہے، انتقال ہو رہا ہے۔ سارا گھر پریشان ہے کوشش کی جا رہی ہے اور کلمہ نہیں نکل رہا زبان سے۔ حضرت مولانا سے ذکر کیا، انہوں نے کہا گھبرائیے نہیں۔ میں ابھی چلتا ہوں۔ بدعتیوں کا گھر ہے، آپ کے ساتھ بہت برا معاملہ کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا، کوئی بچہ ہے، اس گھر کا، اس کو بلا دیجئے۔ بچے کو بلایا اور کہا کہ دیکھو۔ سرہانے کھڑے ہو کر یہ

یہ الفاظ کہو۔ ان الفاظ کا کہنا تھا کہ زور زور سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے لگے۔ سارا گھر گونج گیا لوگ حیران تھے کہ کیا وجہ ہے؟ لکھا ہے کہ جو لوگ وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ دیکھو جو لوگ صحیح سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کا خاتمہ کس طرح ہوتا ہے۔ دیکھو ہم اس طرح کلمہ پڑھتے ہیں۔ ہم اس طرح ایمان کی دعوت دیتے ہیں۔ جیسے ایک ہوا چل گئی ہے۔ انقلاب عظیم آیا گیا۔ معاصی سے نفرت بدعات سے اجتناب۔ ابھی شرک سے توبہ کی ہے ابھی ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔ اور آن کی آن میں سے شرک سے گھن آنے لگی۔ کہ جو کسی گندی سے گندی چیز سے آتی ہے۔ یہ سب ان چار چیزوں کے اجتماع کا اثر تھا۔ اور اصل بات یہ کہ اللہ کو ان سے کام لینا تھا۔

تو عزیزو! ایک بات تو یہ ہے کہ اس دستار کا یہ مطلب نہیں کہ پڑھنے پڑھانے بیٹھ جاؤ بلکہ ان خصوصیات کو پوری ملت اسلامیہ کی طرف منتقل کر دیں وہ جماعتوں اور ان کی تاریخ اور ان کی تاثیر سے بیگانہ نہیں ہوں۔ ع

"بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے"

میں نے بہت سی سیاسی جماعتیں دیکھی ہیں لیکن واللہ اس جماعت جیسی تاثیر میں نے کہیں نہیں دیکھی یہ تاثیر اور قبولیت توحید خالص اخلاص اور اتباع سنت کا کرشمہ تھی۔ عزیزو! تم اس کی کوشش کرو۔ کہ اس کا کوئی حصہ تمہیں بھی مل جائے ع

"اس مے خانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے"

ان کی محبت اور ان کے مشن کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ جتنے مدرسے اور مسلک ہیں یہ پڑھنے پڑھانے کے کارخانے نہیں ہیں۔ حضرت سید سلیمان ندوی نے مولانا گیلانی سے کہا تھا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ حضرت مولانا نانوتوی نے اس مدرسہ کو پڑھنے پڑھانے کے لئے قائم کیا تھا۔ یہ چھاؤنی تھی چھاؤنی۔ جب ۱۸۵۷ء میں ہم نے سیاسی طور پر شکست کھائی۔ تو انہوں نے اس کی تلافی کے لئے قلعے بنائے۔ یہاں سے تیار ہو کر فوج نکلے گی جو ملت اسلامیہ کو بچائے گی۔ جو زمین قبضہ سے نکل گئی ہے وہ زمین واپس لائے گی۔

باتیں تو کہنے کی بہت سی ہیں لیکن میں آپ سے ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں خدا کرے کہ اپنے اصلی اور صحیح رنگ میں سمجھی جائے وہ یہ کہ ہر دور میں جاہلیت اپنے آشیانے بناتی ہے۔ کبھی شرک اپنا آشیانہ بناتا ہے۔ لیکن اس زمانہ کے اہل نظر پر اللہ تعالیٰ یہ بات منکشف کرتا ہے۔ کہ جاہلیت کی چڑیا اس آشیانہ میں چھپی ہوئی ہے جیسا کہ قصوں میں کہا جاتا ہے کہ فلاں جن کی روح چھپی ہے اس چڑیا کے اندر جو سات قلعوں کے اندر ہے۔ پھر ان قلعوں کے بعد ایک آشیانہ ہے اور اس آشیانہ میں ایک چڑیا ہے اس کے اندر جن کی روح چھپی ہوئی ہے اس طرح جاہلیت کبھی کبھی کسی چیز کو اپنا ہدف اور نشانہ بنا لیتی ہے۔ اور اس میں چھپ جاتی ہے اور ابتلائے عام ہوتا ہے کہ لوگ اس کے شکار ہیں

آ جاتے ہیں ۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوئی ایسا درخت تھا جس سے لوگوں کے عقائد خراب ہو رہے تھے اور وہ شرک کا مظہر بن گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اسے کٹوا دیا۔ یہاں تک کہ دل پر پتھر رکھ کر بیعت رضوان کے درخت کو کٹوا دیا۔ اور توحید کا یہی تقاضا سمجھا اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ طائف کا وہ بت جسے لوگ گرانے سے ڈر رہے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو گرانے کے لئے بھیجا۔ اور کہا کہ مجھے اس کے گرانے کی بشارت دینا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی طرح سے ہر زمانہ میں کچھ بت ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جن سے کام لینا چاہتا ہے ان کی نگاہیں کھول دیتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے زمانہ میں وحدت الوجود کی شکل اختیار کرلی تھی۔ ہمہ اوست کی جو آخری شکل ہو سکتی ہے حضرت مجدد صاحب نے اس کو ہدف بنایا اور اس کو کمزور کرکے دم لیا۔ اس وقت سے وہ اپنی طاقت کھو چکا ہے۔ بدعات حسنہ کا ایک فتنہ تھا۔ جس چیز کو چاہا کہہ دیا کہ یہ بدعت حسنہ ہے۔ اور یہ کہ صاحب بدعت کی دو قسمیں ہیں ۱۔ بدعت سیئہ ۲۔ بدعت حسنہ۔

حضرت مجدد صاحب نے کہا کہ جب اللہ کے رسولؐ نے کہہ دیا کہ "کلّ بدعۃ ضلالۃ" تم کون ہوتے ہو کہ یہ کہو بعض البدعۃ حسنۃ و بعض البدعۃ سیئۃ۔ انہوں نے کہا مجھے صاف نظر آتا ہے کہ بدعت رافع سنت ہے، بدعت آتی ہے تو اپنی جگہ بنا لیتی ہے۔ اسی طرح سے حضرت شاہ ولی اللہ کا دور آیا تو انھوں نے بھی دیکھا کہ ان بدعتیوں میں شرک پناہ لے رہا ہے اور ان جگہوں سے لوگوں کے عقائد خراب ہو رہے ہیں۔ وہ جاہلیت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اور فوراً ان پر پوری ضرب لگائی۔ ایک عام بات تو یہ دیکھی کہ بہار اور کلکتہ میں جگہ جگہ امام باڑے گرائے جاتے تھے۔ اور راسی کا پلاؤ کھلایا جا رہا تھا۔ ان حضرات نے تعزیے کی کھپچیوں سے کمر بند ڈالنے والی لکڑی کا کام لیا۔ کوئی پوچھے کہ صاحب ان باتوں سے کیا فائدہ؟ فائدہ یہ کہ یہ حضرات سمجھتے تھے کہ اس وقت اشارہ الٰہی کیا ہے۔ اور اس وقت کا فتنہ کیا ہے۔ پھر ایک وقت وہ آیا جب معقولی علماء اور اطراف لکھنؤ کے بعض فقہا نے کہا کہ حج کے بارہ میں قرآن میں ہے:۔

"من استطاع الیہ سبیلا" شرط یہ ہے کہ امن ہو راستہ کا۔ امن نہیں ہے سمندر کا سفر ہے۔ بادبانی جہاز میں پرتگیزی حملہ کرتے ہیں۔ اس لئے اب ہندوستانی مسلمان کے ذمہ سے حج ساقط ہو گیا ہے۔ اس فتنہ نے اتنا طول کھینچا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس لکھنؤ کی سرائے سے مفتی فیض الدین صاحب نے خط بھیجا۔ اور میں نے اس کا جواب پڑھا ہے کہ صاحب یہاں دو آدمی آئے ہوئے ہیں۔ ایک کا نام مولانا عبدالحئیؒ صاحبؒ بڑھانوی ہے اور دوسرے کا نام مولوی اسماعیل دہلویؒ ہے۔ یہ لوگ فتویٰ دیتے ہیں کہ حج کی فرضیت اسی طرح قائم ہے اور ہم کیا کریں کہ یہ لوگ کس پائے کے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نے بڑے جوش میں آکر تحریر کیا ہے کہ مولوی عبدالحئیؒ

تو شیخ الاسلام ہیں اور مولوی اسماعیل صاحب حجۃ الاسلام ہیں۔ اور ان دونوں کو مجھ سے کسی چیز میں کم نہ سمجھو۔ اور فقہ و حدیث میں یہ لوگ بالکل میرے مساوی ہیں اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے۔ اس کا میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اور یہ لوگ جو کچھ کہیں تم اس کو اختیار کرو اور وہی شریعت کا حکم ہے۔

پھر حضرت سید صاحب نے اعلان فرمایا کہ ہم حج کو جاتے ہیں۔ پیسہ وغیرہ کچھ پاس نہیں تھا۔ جب ندی پار کی تو گیارہ روپے تھے۔ اپنے بھانجے سید عبدالرحمٰن سے جو خادم تھے۔ پوچھا کہ عبدالرحمٰن کتنے روپے ہیں۔ کہا کہ گیارہ روپے۔ کہا کہ جاؤ اعلان کرو جس کا جی چاہے چلے۔ خرچ کے ہم ذمہ دار ہیں۔ لیکن محنت بھی کرنی پڑے گی۔ مزدوری بھی کرنی پڑے گی۔ پیسہ جب ختم ہو جائے گا تو ہم مزدوری کریں گے۔ لیکن حج کو ضرور جائیں گے۔ چاہے کتنے سال لگ جائیں تو سات سو کے قریب آدمی جمع ہو گئے۔

حضرت سید صاحب نے شاہ اسمٰعیل شہید اور مولانا عبدالحی صاحب سے خط لکھوائے، سہارنپور وغیرہ خط لکھوائے اور مولانا عبدالحی صاحب کی اہلیہ آئیں۔ شاہ اسمٰعیل شہید کے بھی اعزہ آئے اور حالت یہ کہ اس وقت صرف گیارہ روپے موجود ہیں۔ ہمارے گھر کے سامنے جو ندی بہتی ہے جب اسے پار کیا تو پوچھا کتنے پیسے ہیں۔ کہا گیارہ روپیہ۔ کہا اچھا یہ بھائی جو پہنچانے آئے ہیں ان کو رخصت کر دو۔ پھر اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی تو بھائی اگر معتبر ذرائع نہ ہوں اور تواتر کے ساتھ وہ بات نہ پائی گئی ہوتی تو آدمی کا یقین کرنا مشکل۔ بعض بعض شہر تو ایسے تھے کہ وہاں یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہاں کوئی مسلمان بیعت سے خالی نہیں۔ یہاں تک کہ ہسپتال کے مریضوں تک نے کہلوایا کہ ہم تو محروم رہے۔ یہاں تشریف لائیے اور ہمیں بیعت و توبہ کرائیے۔

کھانے کی یہ حالت تھی کہ الہ آباد میں اتنا کھانا بچتا اور گنگا میں اس قدر کھانا ڈالا جاتا کہ وہاں برہمن جو نہانے جاتے تھے ان کے نہانے کا مسئلہ پیش آ گیا کہ نہائیں کیسے؟ سارا کنارہ سرخ ہو گیا۔ تیل اور گھی بہتا ہوا نظر آتا تھا انہوں نے حج کیا، کہیں مزدوری کی ضرورت پیش نہ آئی۔ انہوں نے اس وقت انتخاب کیا کہ اگر اس میں تساہل برتا گیا تو حج میں روز بروز سستی آنا شروع ہو جائے گی اور حج کا فریضہ بالکل معطل ہو کے رہ جائے گا۔ انہوں نے اس کی فرضیت کا فتویٰ دیا۔ اعلان کر دیا۔ گیارہ جہاز کلکتہ سے کرایہ کئے اور یہ سات سو آدمیوں کا قافلہ وہاں سے گیا اور حج کر کے آیا۔

ہمارے علم میں اجتماعی طور پر جب سے اسلام آیا اتنا بڑا حج نہ کسی بادشاہ نے کیا تھا اور نہ کسی شیخ طریقت نے اور نہ کسی عالم دین نے۔ اور کلکتہ میں یہ حال ہوا کہ شراب خانے جو تھے ان کی بکری بند ہو گئی۔ انہوں نے شکایت کی کہ ایک بزرگ آئے تھے ان کی وجہ سے مسلمانوں نے شراب پینی چھوڑ دی ہے ہم رات تکتے رہتے ہیں کوئی بھول کر نہیں آتا۔

پھر ایک وقت آیا کہ سید صاحب نے محسوس کیا کہ ایک بڑی کمزوری پیدا ہوگئی ہے کہ ابھی ۲۵ برس کی عمر میں ۳۰ برس کی عمر میں عورت بیوہ ہوگئی۔ اور اب وہ پوری عمر اسی طرح گزار دے گی۔ سید صاحب نے بیوہ کی شادی پر ابھارا۔ مجھے ان کے نام معلوم ہیں جنہوں نے عقدِ ثانی کی ہمت کی ہندوستان چھوڑ کر چلا جانا پڑا۔ حجاز ہجرت کر گئے شریفوں کے خاندان کے۔ علماء کے خاندان کے۔ سید صاحب نے خود کہا کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں لیکن میں اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کرتا ہوں۔

مولانا عبدالحئی بڑھانوی صاحب نے مسجد میں وعظ کیا اور کہا کہ سید صاحب کے ذریعہ ساری سنتیں زندہ ہو رہی ہیں۔ صرف ایک سنت رہ گئی ہے۔ سید صاحب ایسے جھک کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ آپ فرمایئے میں ابھی کرتا ہوں اور باہر نکلے اور گھر میں جا کر اسی وقت کہا اور نکاح کیا اور اس کے بعد خطوط لکھے اور اس کے بعد یہ سنت بھی زندہ ہو گئی۔

یہ سنت اس وقت بھی زندہ نہیں ہے لیکن الحمدللہ مردہ بھی نہیں ہے اور اب عار کی بات نہیں سمجھی جاتی جیسا کہ پہلے سمجھی جاتی تھی۔ جب مولانا محمد علی صاحب لاہوری مدراس گئے تو معلوم ہوا کہ یہاں کے مسلمان (بھائی صاحب یہاں میں کوئی سیاسی بات نہیں کر رہا ہوں محض ایک تاریخی واقعہ سنا رہا ہوں کوئی صاحب کوئی اور بات محفوظ نہ رکھیں۔) گائے کا گوشت کھانے سے بہت بچتے ہیں کہ گوشت کھانے سے فلاں دیوتا (اس کا نام مجھے یاد نہیں رہا) ناراض ہو جائے گا۔ اور اس کی وجہ سے گھر میں کوئی موت ہو جائے گی۔ بے برکتی ہو گی۔ کوئی مسلمان گائے کے گوشت کو ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ جو لوگ وعظ سنتے تھے ان کے مواعظ سے متاثر تھے۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ سب کو دعوت دی اور گائے کے کباب پکوائے اور کہا کہ اس کو کھانا ہو گا۔ کھا کر دیکھو کچھ ہوتا ہے کہ نہیں اب کوئی عالم کہے کہ صاحب کیا تکلیف مالا یطاق ہے۔ یہ فلاں گوشت کھایا جائے اور فلاں گوشت نہ کھلایا جائے۔ یہ کہاں ہے۔ فقہ کی کس کتاب میں ہے۔ لیکن جو صاحب بصیرت ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہاں اسے تم حرام کرنے والے کون ؟

اسلام اس وقت تک قائم نہیں ہوتا جب تک پوری شریعت اور مکمل اسلام پر عمل نہ ہو۔

یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ جس چیز کو اللہ نے جائز کیا اسے تم حرام کرنے والے کون ؟

لم تحرم ما احل اللہ لک۔ بنی اسرائیل نے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت حرام کیا تو اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر حرام ہی کر دیا۔

میں خود مدراس سے آرہا ہوں۔ سید صاحب بھی بعد میں گئے۔ کہیں نہیں سنا کہ لوگ گائے کا گوشت کھانے سے ڈرتے ہیں۔ دل سے وہ خوف نکل گیا۔ وہ خوف نہیں تھا شرک جلی تھا۔ شرک جلی کو ختم کیا۔

میرے عزیزو! اور دوستو!! حدیث شریف میں آتا ہے کہ

یرث ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین

تجربہ کے طور پر عام سامعین کے لئے بتاتا ہوں۔ کہ اس علم کے حامل ہر زمانہ کے عادل لوگ ہوں گے مقبول ومتوازن لوگ ہوں گے۔ عدل کا لفظ قرآن وحدیث کی زبان میں بہت جامع لفظ ہے۔ صرف انصاف کے معنی میں نہیں۔ اس کے حامل ہوں گے ہر زمانہ کے عدول، جو اس سے دور کریں گے غلو پسند لوگوں کی تحریف کو۔ اور باطل پرستوں کی غلط نسبت کو اور دعووں کو۔ اور جاہلوں کی تاویلات کو۔ ہر زمانہ کے علماء کا فرض ہے کہ اپنے زمانہ کے ان آشیانوں کو تلاش کریں۔ ان پناہ گاہوں کو تلاش کریں جہاں جاہلیت اور کفر پناہ لے رہے ہیں۔ اور اس پر خاص طور پر ضرب لگائیں۔ یہ وقت کا جہاد ہے۔ وقت کی تبلیغ ہے اور انبیاء علیہم السلام کی نیابت ہے۔ مثلاً آپ کو معلوم ہو جائے کہ فلاں درخت مقدس مانا جاتا ہے۔ اور اس میں کوئی خیر باندھ دی جاتی جیسا کہ ہم نے بعض علاقوں میں سنا ہے کہ لوگ عرضیاں لٹکاتے ہیں جیسا کہ شیعوں کے یہاں دستور ہے۔ کہ عرضیاں لٹکاتے ہیں کسی درخت یا کسی چیز پر۔ تو اس زمانہ کے حاملین کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ صاف صاف اس پر نکیر کریں۔ اور صاف صاف عوام کو اس سے آگاہ کریں جیسے سید سالار مسعود غازی کے جھنڈے۔ اور کہیں کچھ ہوتا ہے کہیں کچھ ہوتا ہے۔

ہم جن سے منسوب ہیں۔ مجدد الف ثانی سے لے کر حضرت مولانا عبدالقادر جیلانیؒ اور پھر شاہ ولی اللہ صاحبؒ سید صاحبؒ اور شاہ اسماعیلؒ صاحب ان کا یہی دستور تھا۔ کہ انہوں نے جہاں جہاں دیکھا کہ شرک یہاں پر چھپا ہوا ہے۔ شرک وہاں سے حملہ کر رہا ہے یا اس نے منفذ بنایا ہے۔ اس نے گویا زیر زمین ایک سرنگ بنائی ہے اور ہمیشہ زیر زمین کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بالائے زمین وہ پل بنا دیتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ چل کر گھروں تک پہنچ جاتا ہے اور شرک جلی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ "کفر بواح" میں مبتلا کر دیتا ہے۔ شرک کی تو تاویل ہی نہیں ہو سکتی۔ اس وقت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے (اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے) تقویۃ الایمان لکھی تقویۃ الایمان معمولی حالات میں نہیں لکھی۔ اور اس نے ہلا کر رکھ دیا۔

لوگ تو اب ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ کہتے ہیں کتاب شاہ صاحب کی ہے ہی نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں شاہ صاحب کی بھی اور مسلک کی بھی اور اپنی جماعت کی بھی خدمت ہے۔ کہ چلو چھٹی ملی۔ بالکل غلط۔ تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ کتاب حضرت شاہ صاحب کی ہے۔ اور ایک ایک لفظ کے وہ ذمہ دار ہیں۔ اور وہ تو خیر مصنف ہیں۔ ہم اس کی ذمہ داری لیتے ہیں۔

ہمارے یہاں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے اتباع سنت اور علم میں بڑھ کر کون ہو گا۔ سب نے ان کو مان لیا۔ انہوں نے کھل کر حمایت کی تقویۃ الایمان کی۔ اور ساری ذمہ داری اپنے اوپر لی اور کہا کہ ہم اسی

مسلک پر ہیں اس میں جو کچھ ہے سب صحیح ہے اور ایک بار اپنی مجلس میں کہا کہ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ دو لاکھ (یا کتنے لاکھ بتایا۔) آدمی کے عقائد اس کتاب سے درست ہو گئے اور ان کی اصلاح ہو گئی۔ اس کے بعد کچھ ہوا ہو کوئی نہیں جانتا۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اسی بصیرت کی بنا پر اور اس کے لئے بصیرت تو کیا بصارت بھی کافی ہوتی ہے۔ کھلی آنکھوں دیکھ رہے تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ مزارات پر کیا ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں کیا ہو رہا ہے درگاہوں پر کیا ہو رہا ہے۔ لوگ کیسے کیسے عقیدے لئے بیٹھے ہیں۔ جو کھلا ہوا شرک ہے۔ تو تقویۃ الایمان لکھی۔ کسی نے کہا کہ بتدریج لکھئے۔ کہنے لگے کہ میں جہاد میں جا رہا ہوں اور اگر مجھے اطمینان ہوتا کہ میں وہاں زندہ بچ کر آؤں گا تو میں اس کو تدریج کے ساتھ بیان کرتا۔ اور اس کو ہلکا کرتا۔ لیکن مجھ کو اس کا بھروسہ نہیں۔ اس لئے میں تو سب کو ایک مرتبہ کہہ دینا چاہتا ہوں اور لکھ دینا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب سے جتنا فائدہ پہنچایا۔ میرے علم میں بہت کم اس طرح کی کتابیں ہیں۔ جن سے اتنا فائدہ پہنچا ہو یہ آپ لوگ سمجھیں اچھی طرح۔

اب میں آپ سے کہتا ہوں کہ کسی طریقے سے جس راہ سے شیطان حملہ کرے۔ عام آبادی پر اور مسلمانوں پر۔ اور جس میں وہ کامیاب ہو جائے۔ اور ایسا کامیاب ہو کہ دیندار لوگ بھی اس کے زخم خوردہ ہوں تو عزیمت کا کام یہ ہے کہ اس زمانہ میں اس کا انتخاب کر کے اس کے خلاف صف آرا ہو۔ ہمارے بزرگوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ صف آرا ہو جاتے تھے وہ اعلان کے ساتھ میدان میں آتے تھے۔ اور کہتے تھے ہمیں جو کرنا ہے کرو۔ ہمیں یہ کرنا ہے ہمیں تو یہ مہم چلانی ہے۔ اب میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ان چیزوں کو تلاش کریں۔

ان چیزوں میں سے ایک چیز تو اس وقت بہت عام اور ایسی ہو گئی ہے۔ کہ میں سمجھتا ہوں کہ علماء میں نہیں بلکہ اللہ نے جنہیں ذرا بھی توفیق عطا فرمائی ہے ان کو کم سے کم برأت الذمہ کے لئے اللہ کے یہاں جواب دہ نہ ہوں۔ ان کے خلاف کچھ نہ کچھ آواز اٹھانی چاہئے۔ وہ ہندوستان کا فتنہ ہے۔ بہار میں وہ خاص نام سے جانی جاتی ہے۔ اور شاید میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ یہاں زیادہ ہے۔ لیکن یہاں بھی بہت ہے اور وہ ہے جس کو تلک کہا جاتا ہے اور بہار کے مسلمان اس کو سلامی کہتے ہیں۔ میں آپ سے صاف کہتا ہوں یہ وہ چیز ہے جس میں شیطان نے قلعہ بنایا ہے۔ شیطان نے انڈے اور بچے دیے ہیں اس آشیانے کے اندر اور یہ غضب الٰہی کو بھڑکانے والی چیز ہے۔ ایک شریف گھرانے سے۔ ایک بے گناہ اور معصوم عورت کے دل سے اگر آہ نکل گئی کہ یا اللہ جس ملک میں اتنے علماء ہوں۔ اتنے مدارس ہوں۔ اتنے واعظ ہوں۔ اتنے مصنف ہوں اتنے باحمیت مسلمان ہوں۔ وہاں یا تو ہماری جوانی ختم ہو۔ ہمارے والد۔ ہمارے ماں باپ منہ دکھانے کے قابل نہ ہوں۔ یا زہر کھا کر

مرجائیں۔ یا ہم گناہ میں مبتلا ہوں۔ اس کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ آج وقت کا جہاد یہ ہے کہ سب سے پہلے تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ میں سے اکثر کی شاید شادیاں نہ ہوئی ہوں۔ اگر بہت چھوٹی عمر میں شادیاں ہو جاتی ہوں تو میں معافی چاہتا ہوں۔ لیکن اگر یہ نہیں ہے تو کم سے کم ایک تعداد آپ کے یہاں ایسی نکلے گی جو ابھی اس مرحلہ سے گذری نہ ہوگی۔ پہلے آپ نمونہ قائم کریں۔ صاف کہہ دیں کہ ہمیں کچھ لینا دینا نہیں۔ ہم نمونہ قائم کرنا چاہتے ہیں ہم بالکل سنت نبوئ کے مطابق نکاح کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے خاندان میں (اللہ کے فضل سے ہمارے خاندان کو بہت کچھ ملا تھا) متعدد ایسے واقعات ہیں۔ حضرت سید کے نواسے سید محمد عمران ٹونک کی مسجد میں کھڑے ہوئے کہ صاحبو! ذرا ٹھہر جاؤ۔ محمد یوسف کا کسی بیٹے یا بھتیجے کا نام لیا اس کا نکاح ہونے والا ہے۔ کسی کو خبر نہیں ہے عزیزوں کو۔ خود گھر والوں کو خبر نہیں ہے کوئی جوڑا بھی پہن کر نہیں آیا۔ خود نکاح پڑھایا۔ اس کے بعد رخصتی ہوئی اور دو چار دس بیس آدمیوں کو بلا لیا ولیمہ کے لئے۔

بار بار ایسا ہوا ہے۔ حضرت سید صاحب کی جماعت میں تو ایسے بہت سے واقعات ہیں۔

حافظ محمد ولی صاحب سے جناب وجیہہ الدین صاحب نے کہا کہ آپ کا بھتیجا اتنا بڑا ہو گیا ہے آپ کی لڑکی کی بھی کافی عمر ہو گئی ہے۔ تو شادی ہو جائے۔ انہوں نے جواب دیا بہت ٹھیک ہے۔ کہا، کب۔ کہا اس جمعہ کو ہو جائے اعلان ہو جائے، کچھ نہیں سب کام چپ چاپ ہو گا۔

دہلی میں سیرت کی تقریر تھی۔ کافی مجمع تھا۔ میں نے مسلمانوں سے کہا آپ اس امت میں ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیھم وما کان اللہ معذبہم وھم مستغفرون۔

ہم اس قابل نہیں۔ ہم خاک پا کی طرح بھی نہیں۔ لیکن یقیناً ہم اس نبی کی امت ہیں۔ جن کے وجود گرامی کے ساتھ عذاب نہیں آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں آسکتا جب تک آپ اس دنیا میں ہیں۔ آج آپ اس ناسوتی دنیا میں نہیں ہیں لیکن ان کی امت تو ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں جس ملک میں امت موجود ہو اس میں ایسا اندھیر ہو رہا ہے۔ اس میں ایک ماہ میں ایک سو اسی لڑکیاں دلی میں جلا دی جاتی ہوں۔ یہ میں نے قومی آواز میں پڑھا۔ جو کانگرس کا اخبار ہے۔ اور سارے ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ ابھی کل ہی میں نے انگریزی اخبار میں جہاز میں آتے ہوئے پڑھا کہ مہاراشٹر میں کسی ماں کو پھانسی دے دی گئی کہ کسی نوجوان نے اپنی ماں یا باپ کی مدد سے بیوی کو جلا دیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اسکوٹر نہیں ملا۔ تم جینے کے قابل نہیں ہو۔ تم کو مار ڈالیں گے، تم نکل جاؤ۔ گلا گھونٹ دیں گے اللہ تعالیٰ کیسے اس کو پسند فرما سکتا ہے۔ اس کے خلاف مہم چلانے کی ضرورت ہے اور اگر آپ فارغین یہ طے کرلیں کہ ہم اپنے علاقہ میں یہ مہم چلائیں گے۔ عہد لو۔ قسمیں لو۔ حلف لو۔ قرآن مجید ہاتھ میں دو۔ جو بھی ذریعہ ہو سکتا ہے مسلمانوں کو

متاثر کرنے کا کہ ہم نہ مانیں گے نہ ہم دیں گے۔ اور کم سے کم نوجوان یہ طے کرلیں کہ اپنے والدین سے کہہ دیں کہ اگر آپ کرتے ہیں تو ہمیں قبول نہیں۔ اور جب تک محفل نکاح میں ہم "قبلت" (قبول کیا) نہ کہیں نکاح ہی نہیں ہو سکتا۔ ہمیں قبول نہیں آپ چاہیں کریں ہم ایسے نکاح کو قبول نہیں کرتے۔

یہ وقت کا فتنہ ہے۔ ہمارے مدارس اصل میں اسی کو روکنے کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ جو ایسی عزیمت والے لوگ پیدا کریں۔ اور باقی کام چلانے والے کام چلاؤ آدمی تو سب درسگاہوں میں پیدا ہوں گے۔ یہ کام ہے کرنے کا وہ کام نہیں کہ چلے جا رہے ہیں باہر جامعات میں۔ اور وہاں پڑھ کر جاتے ہیں افریقہ، یورپ، امریکہ، یہ آپ کا معاشی مسئلہ ہے۔ یہ معاشی مسئلہ کا حل ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں وہاں کی محترم ترین جامعہ کا رکن ہوں۔ میں نے وہاں بھی کہا یہاں بھی کہا کہ میں کسی بات پر فخر نہیں کرتا۔ کہ میں علی گڑھ کا رکن ہوں۔ میں کشمیر کا رکن ہوں۔ لیکن اگر مجھے فخر کرنے کا حق ہے تو الحمد للہ یہ کہ میں شروع سے اس وقت بیس برس ہو گئے اس جامعہ کا رکن ہوں۔ تسلسل کے ساتھ الحمد للہ، سوائے شیخ عبداللہ بن باز کے کوئی ایسا نہیں ہے۔ کہ جو اس تسلسل کے ساتھ جامعہ کا رکن رہا ہو تو میں اس کا رکن ہوں۔ میں اپنے طلبہ سے صاف کہتا ہوں اور آج آپ سے اس طرح خطاب کر رہا ہوں جیسے ندوہ کے طلبہ سے خطاب کرتا ہوں اور دیوبند کے طلبہ سے خطاب کرتا ہوں۔ جامعہ رحمانی کے طلبہ سے خطاب کرتا ہوں صاف سن لیجئے۔ آپ کے کام کرنے کا میدان دینی حالات کی رعایت رکھتا ہوں اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے اور وہ اس پر مطمئن ہے تو میں اس پر تنقید نہیں کرتا۔ نہ تو نائیجیریا میں ہے اور نہ اریٹیریا میں ہے۔ نہ کہیں فلاں جگہ ہے وہ معاشی مسئلہ ہے اور پھر ایسا بھی دیکھا ہے کہ وہاں جانے کے بعد آدمی یہاں کے کام کا نہیں رہتا۔ وہ اونچے معیار زندگی کا ایسا عادی ہو جاتا ہے۔ دماغ اتنا اونچا ہو جاتا ہے اور ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ کہاں یہاں دیہاتوں میں پھرے گا اور کہاں یہاں کا دال چاول کھائے گا۔

آپ سے یہ کہتا ہوں کہ خیر خواہی نے سے، کہ یہاں کا میدان ہندوستان ہے۔ مسلمانوں ہی سے نہیں۔ اپنے غیر مسلم بھائیوں سے بھی اس ملعون رسم کو چھڑائیے۔ تلک کی جو رسم ہے اس کو ہندوستان میں رہنے نہ دیجئے اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں کیسے کسی ایسی جگہ پر نازل ہو سکتی ہیں جہاں اتنا بڑا ظلم ہوتا ہو۔

گورنمنٹ آف پاکستان

آفس آف دی چیف کنٹرولر امپورٹس اینڈ ایکسپورٹس ۔ اسلام آباد

امپورٹ ٹریڈ کنٹرول

C.C PAKISTAN I.&E.

پبلک نوٹس

سبجیکٹ: امپورٹ انڈر ٹی سی پی / سُسکاب کموڈٹی ایکسچینج اریجمنٹ نمبر ۴، مورخہ ۲۵ / جنوری ۸۴ ۱۹ء

نمبر ۱/۴ (۸۴) امپورٹس I درآمد کنندگان (امپورٹرز) کو اطلاع دی جاتی ہے کہ امپورٹ پالیسی ۸۴ ۱۹ء کے مطابق ٹی سی پی / سُسکاب، کموڈٹی اریجمنٹ نمبر ۴ مورخہ ۲۵ / جنوری ۸۴ ۱۹ء کے تحت مندرجہ ذیل آئیٹمز کی درآمد کے لئے رقم موجود ہے۔

نمبر شمار	آئیٹمز	سیریل نمبر آف امپورٹ پالیسی آرڈر
۱۔	اینملڈ باتھ ٹبس	۸ عدد پارٹ بی آف امپورٹ پالیسی آرڈر ۸۴ ۱۹ء
۲۔	سینٹری ویئر	۱۵ عدد 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۳۔	فلوٹ گلاس	۱۶ عدد 〃 〃 〃 〃 〃 〃
۴	آپٹیکل انسٹرومنٹس	۴۹۰ عدد سیکشن VI انکشیور اے آف دی ہینڈ بک آن امپورٹ پروسیجر فار ۸۵ ۔ ۸۴ ۱۹ء جاریکردہ سی سی آئی اینڈ ای

۲۔ درآمد کے خواہشمند امیدواروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ سادہ کاغذ پر اینڈکس V آف دی ہینڈ بک آن امپورٹ پروسیجر اینڈ ریگولیشنز برائے ۸۵ ۔ ۸۴ ۱۹ء (جو چیف کنٹرولر امپورٹس اینڈ ایکسپورٹس نے جاری کیا ہے۔) کے مطابق اپنی درخواستیں ارسال کریں۔ یہ درخواستیں بنک کے پے آرڈر کے ساتھ جس میں لائسنس فیس بھی شامل ہو اور نامزد بنکوں کے لائسنسنگ کاؤنٹرز پر جمع کرائی گئی ہو، ۹ / ستمبر ۸۴ ۱۹ء سے پہلے پہلے ارسال کر دی جائیں۔

۳۔ اگر درخواستیں زیادہ رقم کی ہوئیں یا اگر جتنی رقم کے لئے درخواست دی گئی وہ حاضر رقم سے زیادہ ہوئی تو چیف کنٹرولر امپورٹس اینڈ ایکسپورٹس لائسنسنگ کی بنیاد پر مناسب فیصلہ کرنے کا پورا پورا مجاز ہے۔

سعید اے زیدی ، ڈپٹی کنٹرولر
برائے چیف کنٹرولر امپورٹس اینڈ ایکسپورٹس

فائل نمبر ۱ (۲۲) / ۸۴ ۔ بی آر

PID (I) ۵۴۱ / ۱۲ c

خطبہ :- شیخ علی عبد الرحمان الحذیفی امام مسجد نبوی مدینہ

ترجمہ :- مولانا علاؤالدین ندوی

اسلام میں خواتین کی تعلیم و تربیت اور پردہ کی اہمیت

شیخ علی عبد الرحمان الحذیفی امام مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مورخہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ ایک بصیرت افروز خطبہ مستورات کی تعلیم و تربیت اور پردے کے سلسلہ میں دیا۔ پاکستان میں اس وقت جس بڑے پیمانے پر مستورات کی بے پردگی اور ان کا مردوں سے بے محابانہ اختلاط ہے اور اس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ جن برائیوں اور خرابیوں کا شکار ہے۔ اس کے پیش نظر خطبہ مذکورہ مولانا شیخ محمد فاضل عثمانی صاحب مہاجر مکی نے مدینہ منورہ سے منگوا کر مولانا علاؤالدین ندوی سے اس کا اردو میں ترجمہ کرایا۔ اور مجھے حکم دیا کہ آپ کو روانہ کر کے آپ سے درخواست کروں کہ اپنے ماہنامہ میں شائع کر کے ماجور من اللہ ہوں۔

اب اس وقت جب کہ سربراہ مملکت جنرل محمد ضیا الحق صاحب حفظ اللہ تعالیٰ مستورات کے حقوق اور ان کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں ان سے درخواست ہے کہ خدارا اس کی روشنی میں ہی مستورات کے حقوق اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ورنہ احکام قرآن و حدیث کا خلاف کر کے مسلم قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی

حمد و صلاۃ کے بعد :-

اسلام کے نیر تاباں سے ظلم و جہالت کی تاریکیاں کافور ہوئیں۔ اور اندھیروں کے بادل چھٹے، قرآن کے عدل و انصاف سے باطل کے پرچم سرنگوں ہوئے۔ اسلامی شریعت و قوانین سے حقوق و محارم کی پاسداری ہوئی۔ مظلوموں اور بیکسوں کو عدل و انصاف کا پروانہ ملا۔ خصوصاً وہ عورت جو ظلم و جہالت کے دو پاٹوں میں پس رہی تھی اسلام نے اسے ہلاکت و پستی کے دہانے سے نکال کر رفعت و بلندیوں سے آشنا کیا۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل ۹۷)

جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دیں گے اور آخرت میں اس کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے۔

عورت اسلامی تعلیمات سے بہرہ مند ہو کر ۱۳ سو سال تک نعمتوں کے گہوارے میں پلتی رہی اس کی آنکھیں خیر و صلاح، پاکیزگی و طہارت اور عفت و عصمت سے جلا پاتی رہی۔ مسلمان عورت ایک زمانے تک اصلاح و صلاح کا ذریعہ اور نئی نسلوں کی مربیہ بنتی رہی۔ اگر ہم غیر اسلامی معاشرے میں بسنے والی عورتوں کا تقابلی جائزہ لیں تو دین و دنیا میں مسلمان عورتوں کی فضل و برتری عیاں و بیاں نظر آسکے گی۔ صنف نازک اپنی ان اوصاف و خصوصیات کے زیور سے آراستہ رہیں۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب میں شیطان کے بگل بجنے لگے۔ اور اس کے پیروؤں نے مسلمان عورت کو فریب کاریوں میں مبتلا کرنے کی ٹھان لی۔ اور اسے اس کے اسلامی قلعہ سے باہر نکال کر برسر بازار رسوا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اسے شمع محفل بنا کر بھیڑیے نما انسانوں کے لئے لقمۂ تر بنایا۔ اس مقصد کے لئے کتابیں تالیف ہوئیں۔ مقالات پر مقالات لکھے گئے۔ اور مختلف ادارے قائم ہوئے۔ ان کا صرف ایک آوازہ تھا کہ " پردے کی بندش کو پاش پاش کر دو۔ عورت کو اس کی چہار دیواری سے باہر لا کھڑا کر دو۔ پھر اسے آزاد چھوڑ دو۔ اس کی مرضی میں جو آئے کرے۔"

خواہشات کے ان غلاموں کی مرضی پوری ہوتی گئی۔ انہوں نے مسلمان عورتوں کو دھیرے دھیرے ورغلانا شروع کیا۔ انہیں مکر و فریب کے خوبصورت جال میں پھانسا گیا۔ عورت نے پہلے تو اپنے لب و رخسار اور زلف و کاکل کی نمائش کی۔ پھر اپنی کلائیوں اور بازوؤں کو واشگاف کیا۔ پھر اپنی پنڈلیوں اور رانوں کو عریاں کیا۔ پھر اپنے سینے کی دلکشی کی طرف دعوت نظارہ دی۔ یہی نہیں بلکہ مردوں کے دوش بدوش چلی۔ اور خلوت و جلوت ہر گام پہ اختلاط کی گرم بازاری ہوئی۔ کرامت و شرافت کی قبائیں تار تار ہوئیں یا خدایا ......

پھر نہ پوچھئے کہ اسلامی معاشرہ کن انارکیوں کا گہوارہ بنا۔ اسے کن کن آفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ فسق و فجور کا کیسا دور دورہ ہوا۔ خاندانوں اور گھروں میں کہاں کہاں خرابیاں گھر کر گئیں۔ اور اخلاقی قدریں انحراف و انارکی کے کس ڈگر پہ چل پڑیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (الروم ع)

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھا دے تاکہ وہ باز آ جائیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ عریانی اور بے حیائی، بے پردگی اور بے غیرتی اور اختلاط و یک جائی کی صدا بلند کرنے والوں کے پیچھے کیا روح کارفرما ہے؟ وہ دراصل آزادی اور بے پردگی کے نام پر اپنے سفلی جذبات کی تسکین چاہتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:-

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ - وَ يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ (النساء ۷)	اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ جو کہ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ۔

اگر ہم مسلمانوں کے اس افسوسناک صورت حال اور ان کے موجودہ ابتلاء و آزمائش سے ماقبل کے احوال اور بعد کی فتنہ سامانیاں و آوارہ گردیاں جن کا وہ شکار ہوتے کا موازنہ دینی و دنیاوی نفع و نقصان کے ترازو سے کریں تو دنیاوی خسارہ واضح نظر آئے گا۔ میں یہاں صرف دینی نفع و نقصان کا نام نہیں لوں گا کیونکہ دینی نقصان اور گھاٹا تو اظہر من الشمس ہے۔ یہ زبردست نقصان ہے جو مسلمانوں کے سروں پر آفت بن کر گرا یہی نہیں بلکہ بے پردگی اور بے حیائی کی ماری سولہ سنگار سے لدی، اور اختلاط کی شکار عورت زنا جیسے جرائم کا سبب بنتی ہے۔ اور زنا و سود کاری وہ امراض ہیں کہ جب کسی شہر و بستی میں ان کا دور دورہ ہو جاتا ہے تو پھر عذاب خداوندی میں وہ گھر جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے:-

ولا فشی الزنا فی قوم قط الا کثر فیہم الموت	جب بھی کسی قوم میں زنا کا دور دورہ ہوا تو اس میں موت کی زیادتی ہو گئی (ترمذی باب الفتن)

مسلمانو! یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت کو اپنے گھر کی زینت بن کر رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (الاحزاب ۳۳)	تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق مت پھرو۔

اسی میں عورت کی حفاظت ہے۔ اسی میں فتنوں سے امن و امان ہے۔ اسی میں شیطانی دسیسہ کاریوں سے نجات ہے۔ عورت اگر اپنے گھر کی زینت بن کر رہے تو وہ اپنے معبود سے قریب ہے جیسا کہ امام طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

المرأة عورة - وانها اذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان - وانها اقرب الى الله منها فى قعر بيتها -	عورت کی ذات قابل ستر و پوشیدگی ہے اور جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان فخر محسوس کرتا ہے وہ خدا سے قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے قلعہ میں محفوظ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اس کی نماز کو جو وہ گھر میں ادا کرتی ہے مسجد میں ادا کرنے سے افضل ہے جیسا کہ ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا تمنعوا نساءکم المساجد وبیوتھن خیر لھن۔

اپنی عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو اور ان کو ان کے لئے ان کے گھروں میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

عورت جس وقت بن سنور کر نکلتی ہے تو وہ مردوں کے لئے فتنوں اور آفتوں کا سامان کرتی ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا:۔

ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء

میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر زیادہ ضرر رساں سامانِ فتنہ نہیں چھوڑا۔

نیز ایک دوسری حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

لو علم رسول اللہ ما احدث النساء بعدہ لمنعھن من المسجد

اگر رسول اللہ کو علم ہو جاتا کہ آپ کے بعد عورتوں نے کیا کچھ کیا تو وہ انہیں مسجدوں سے ضرور روک دیتے۔

نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ عورت کے لئے سب سے بہتر شئے کیا ہے تو آپ نے فرمایا:۔

ان لا تری الرجال ولا یروھا

وہ نہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد انہیں دیکھیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو مندرجہ ذیل آداب سکھائے۔ فرمایا

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَائِهِنَّ اَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ ۔ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْ اَخَوَاتِهِنَّ ، اَوْ نِسَائِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ، اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ (النور[۳۱])

اور مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (غالباً) کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھا کریں۔ اور اپنی زینت (کے مواقع مذکورہ) کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر اپنے شوہروں پر، یا اپنے (محارم پر یعنی) باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر یا اپنے (حقیقی و علاتی یا اخیافی) بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی حقیقی و علاتی

یا اخیافی) بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا
اپنی لونڈیوں پر یا ان مردوں پر جو طفیلی (کے طور
پر رہتے) ہوں۔ اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو۔ یا ایسے لڑکوں
پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ناواقف ہیں

(مراد غیر راہق ہیں)

یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا اور چہرے کا پردہ بھی شامل کیا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتوں کا اللہ بھلا کرے جب مندرجہ بالا آیت کا نزول ہوا اور ان تک پہنچیں۔ تو انہوں نے اپنی چادروں کے دو ٹکڑے کئے۔ اور دوپٹہ بنا لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر ہونے لگیں گویا سیاہ لبادہ ہو۔

حضرات! اسلام نام ہے ایسے مذہب کا جو طہارت و پاکیزگی کا نمونہ پیش کرتا ہے جو ضمائر و قلوب سے شرک کی آلائشوں کو پاک کرتا ہے۔ جو برے اور گندے خیالات و تصورات کا قلع قمع کرتا ہے۔ جو معاشرے سے غلط عادات و اطوار کی بیخ کنی کرتا ہے۔ جو پوری دنیا سے شر و فساد اور ظلم کا خاتمہ چاہتا ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات نہ تو بیڑیوں کا نام ہے نہ ہی ناقابل برداشت ذمہ داریوں کا جو نفس کے لئے بار گراں بن جائیں۔ نہ تو وہ ایسی بندشوں اور پابندیوں کا نام ہے۔ جو عروج و اقبال کا راستہ روکیں۔ وہ نظافت و پاکیزگی۔ ترقی و اقبال مندی اور صلاح و تقوی کا نام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:۔

مَا يُرِيدُ اللهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (المائدہ ٦)

اللہ تعالی کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالی کو یہ منظور ہے کہ تمہیں پاک صاف رکھیں اور یہ کہ تم پر انعام تام فرما دیں۔ تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اگر آپ ان پاک باز پاک طینت مسلم خواتین جو واقعی اسلام سے وابستہ ہیں اور کافر عورتوں کا تقابلی مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ مسلم خواتین دوسری عورتوں سے مقابلہ میں بدرجہا بہتر ہیں خصوصیت سے ہمارا اپنا ملک سعودی عرب ان سب ہی پر فائق ہے جہاں شاذ و نادر ہی بعض ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ پردہ کی سختی سے پابندی اور غیر محرم مرد و زن کے عدم اختلاط سے اس طرح کے واقعات کی حیثیت نادر مثال کی سی ہے۔

اسلام مسلم عورت کے لئے ضروری سمجھتا ہے کہ وہ علوم شرعیہ سے واقف ہوں۔ تاکہ معرفت و قربت خداوندی کا ذریعہ بنیں۔ نیز اس نے ہر طرح کے ہنر، پیشہ اور دست کاریوں کا سیکھنا مباح قرار دیا۔ جن سے وہ اپنے گھر کی

خدمت کرسکتی ہوں۔ یا جن کی ضرورت معاشرہ کو پڑسکتی ہو۔ بشرطیکہ یہ چیزیں بے پردگی اور اخلاقی انارکی کا راستہ نہ دکھائیں۔ اختلاط کے دروازے نہ کھولیں۔ اور اجنبی مردوں سے خلا ملا نہ ہونے پائے۔ کیونکہ یہ مسلّم قاعدہ کلیہ ہے کہ "حصول مصالح سے پہلے برائیوں کا قلع قمع ہو جائے"۔

پھر ایک مسلمان شخص اس بات کا پابند ہے کہ اپنے دین کی حفاظت کی خاطر اپنی دنیا کو نظر انداز کر دے۔ یا اسے بھینٹ چڑھا دے۔ لیکن اپنے دین کو دنیا کمانے کے لئے قربان نہ کرے۔ اگر مسلمانوں نے دین بیچ کر دنیاوی عزت و شرف حاصل کر لیا تو دنیا و آخرت دونوں ہاتھ سے گئے۔ لیکن اگر دین کی حفاظت کر لی تو دنیا و آخرت دونوں کی حفاظت ہو گئی (کیونکہ آخرت (دین) کی مثال پرندہ کی سی ہے اور دنیا کے سائے کی سی جس طرح کوئی پرندہ کو پکڑنا چاہے اور بجائے پرندہ کو پکڑنے کے سائے کو پکڑنے لگے۔ تو نہ پرندہ ہاتھ آئے گا اور نہ سایہ۔ اسی طرح دین کو اختیار کر لینے سے ان شاء اللہ دنیا سے بھی محرومی نہ ہوگی۔ قرآن و حدیث ایسی مثالوں سے بھرے پڑے ہیں) لہذا اسلامی معاشرے کو اس حقیقت کی طرف دھیان دینا چاہئیے اور زندگی کے چھوٹے بڑے تمام معاملات میں اسلامی احکام کی پابندی کرنی چاہئیے۔ خصوصاً عورت کے مسئلہ پر جو بڑا ہی نازک اور اہم مسئلہ ہے۔ اسی طرح سے عورت کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف بھرپور دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ جسسے اپنی گھریلو اور خاندانی زندگی میں برت سکے۔ اور صحبت یارانہ کے پُر فریب لغزشوں سے اپنے کو دور رکھ کر بے پردگی کے وحشت ناک گڑھے میں گرنے سے بچ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے پردہ کا حکم دینے کے بعد ارشاد فرمایا:۔

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (النور ۳۱)	اور مسلمانو (تم سے ان احکام میں جو کوتاہی ہو گئی ہو تو) تم اب اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

کسی بھی مسلمان کے لئے اس کے دین و مذہب کے بعد عزت و ناموس سے بڑھ کر کوئی قیمتی متاع نہیں ہوسکتی اس کی عزت جان و مال ہر چیز پر مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فساق و فجار کو عزت و ناموس کی خاطر جان دینے والے عفیف و پاکباز مسلمانوں کی روش ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ (المائدہ ۵۹)	آپ کہئے اے اہل کتاب تم ہم میں کون سی بات معیوب پاتے ہو بجز اس کے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس پر جو پہلے بھیجی جا چکی ہے باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں۔

نیز قوم لوط کے بارے میں فرمایا:۔

أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ	لوط کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو (کیونکہ) یہ

اُناسٌ یّتطہّرون ۔ یہ لوگ بڑے پاک و صاف بنتے ہیں ۔

اے مسلمان بہنو! برائیوں کی صدائیں بلند کرنے والے اور والیوں کی ملمع سازیوں سے اپنی آنکھیں خیرہ نہ ہونے دو بے پردگی اور بے حیائی کو دلکش و دلربا انداز میں پیش کرنے والوں پر کان نہ دھرو۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم مسلمانوں کو اس کی قطعاً ضرورت نہیں کہ کوئی دوسرا ہمیں عورتوں کے حقوق کا سبق پڑھائے اسلام نے ہر طرح کے حقوق واضح انداز میں بتا دیے ہیں۔

اے مسلمان بھائیو! تمہارے کاندھوں پر عورتوں کی عظیم ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ لہذا تم انہیں لغزشوں اور فتنوں سے دور رکھو۔ تم بے حیائی و بے غیرتی کے خلاف اعلان جنگ کرو۔ تم اپنی رعایا اور ماتحت لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے بچاؤ۔ انہیں قرآنی تعلیمات اور سنت رسولؐ کے راستوں پر گامزن کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم کو بھی ان کے برابر اجر ملے گا۔ اور ان کے اجر میں ذرا بھی کمی نہ ہوگی۔ اگر تم نے اس میں کوتاہی برتی۔ تساہل سے کام لیا۔ ان کو نافرمانیوں کے گرداب میں چھوڑ دیا تو تم سے قیامت میں باز پرس ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ ۔ تم سب کے سب چرواہے (نگراں) ہو اور سب سے ان کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی ۔

ایگل
ایک عالمگیر
قلم
EAGLE
خوشخط
رواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم پٹڈ
نب کے
ساتھ
ہر
جگہ
دستیاب
EAGLE
IRIDIUM
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی لمیٹڈ

محمد نصیر قریشی

اسلام اور ذکری مذہب

تقابلی جائزہ

مذہب اسلام کے بنیادی پانچ ارکان یہ ہیں۔

۱۔ ایمان ـــــ اس کا جزو اول کلمہ " لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" ہے جس میں ملائکہ پر کتب آسمانی بشمول اولی قرآن پاک اور روز قیامت پر ایمان شامل ہے۔

۲۔ نماز ـــــ پنج وقتہ جو معراج شریف کے وقت فرض ہوئی۔

۳۔ روزہ ـــــ رمضان المبارک کا پورا مہینہ

۴۔ حج ـــــ بیت اللہ شریف کا جو مکہ مکرمہ واقع ہے۔

۵۔ زکوٰۃ ـــــ بشرح اڑھائی فی صد

★ ـــــ مذہب ذکری کے مختصر اساسی عقائد درج ذیل ہیں:۔

۱۔ ایمان ـــــ اس کا جزو اول کلمہ " لاالہ الا اللہ نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ " ہے۔ کتاب کا نام برہان / برہان التاویل کنز الاسرار ہے۔ قرآن پاک کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ اس کے چالیس اجزاء تھے جن میں سے دس اجزا " برہان " میں شامل ہیں اور وہ مثل مغز کے ہیں اور باقی تیس اجزا ہڈیاں ہیں جو کتوں کے آگے پھینک دی ہیں (نعوذ باللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔ خدا معاف فرمائے) ؎

من ز قرآں مغز را برداشتم　　　استخواں پیش سگاں بگذاشتم

۲۔ نماز ـــــ نماز کی فرضیت ختم اور اس کا قائم مقام ذکر ہے لہذا اب جو شخص نماز پڑھے گا وہ بے دین، گمراہ اور کافر ہے۔ ذکر کے وقت عورتیں اور مرد شلواریں اتار دیتے ہیں۔

۳۔ روزہ ـــــ رمضان المبارک کے روزے منسوخ اور ان کے قائم مقام ذوالحج کے ابتدائی آٹھ روزے ہیں۔

۴۔ حج ـــــ حج بیت اللہ منسوخ اور اس کا قائم مقام حج کوہ مراد ہے جس پر نقلی کعبہ تعمیر ہے اور مضافات میں شعائر اللہ اور متبرک مقامات کے متوازی اور مشابہ ناموں کا تعین کر دیا گیا ہے جیسا کہ حج عرفات۔ حوض کوثر۔

شجر طوبیٰ - غارِ حرا - زمزم - پل صراط - منیٰ - مشعر اور طواف وغیرہ

مرد اور عورتیں اجتماعی طور پر تین چکر لگاتے ہیں۔ عورتیں شلوار اتار کر صرف کرتے میں ملبوس اور مرد تمام کپڑے اتار کر صرف ایک رومال سا کمر میں اڑس کر چکر لگاتے ہیں۔ حج کے ایک رکن میں عورتیں اور مرد چاروں ہاتھ پاؤں پر چار پایوں کی طرح چلتے ہیں ستر پوشی ملاحظہ ہو۔

۵۔ زکوٰۃ — اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ موقوف اس کی بجائے عُشر بشرح دس فیصد دینا ہوگا۔ عورت کو اپنے جسم کی زکوٰۃ نکالنا واجب ہے وہ اس طرح کہ عورت کو نکاح کے بعد شبِ زفاف میں مُلاّئی یعنی ذکری مولوی کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے وہ اس سے صحبت کر کے اس کو زکیہ اور محصنہ بنا دیتا ہے۔ زن بیوہ سے ہر شخص زکوٰۃ وصول کر سکتا ہے وہ اس طرح کہ اسے حکم ہے کہ ہم مذہب کی خواہش جماع کو انکار نہ کرے یہی اس کی زکوٰۃ ہے۔

۶۔ دیگر عقائد مختصراً درج ذیل ہیں۔

۶۔۱۔ محمد مہدی اٹکی مہدی ہے۔ رسول ہے۔ نبی آخر الزمان ہے۔ صاحبِ کتاب ہے۔ ختم رسل ہے وغیرہ

۶۔۲۔ قرآن میں جہاں کہیں محمدؐ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد محمد مہدی ہے۔ غور فرمائیں جس قرآن کو ہڈیاں کہتے ہیں اسی میں تحریف کی جا رہی ہے۔

۶۔۳۔ مُلاّئی شبِ زفاف کے علاوہ دوران حج کوہِ مراد اختتام طواف پر اپنی پسندیدہ عورت سے زنا کرتا ہے اس فعل کو اس عورت پر نزولِ رحمت سمجھا جاتا ہے۔

۶۔۴۔ نامحرم عورت اور مرد محبت کے غلبہ کے تحت ارتکاب زنا کر سکتے ہیں اس طرح کرنے سے اس جوڑے کو مہدی خود جنت میں لے جائے گا۔

۶۔۵۔ تمام محرمات سے زنا جائز ہے ؎

حلال اند حورانِ سیمیں بدن ‏ ‏ ‏ چہ مادر، چہ خواہر، چہ دختر، چہ زن

ترجمہ۔ نازک اندام حوریں حلال ہیں خواہ وہ ماں ہو خواہ بہن خواہ بیٹی اور خواہ کوئی اور محرم عورت۔

مختصر تقابلی عقائد بیان کرنے کے بعد قرآن و حدیث سے چند اسناد پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو انہیں چھوڑ دو۔ اللہ درگذر فرمانے والا رحم فرمانے والا ہے ﴿التوبہ﴾۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف اسی نص قرآنی کی بنا پر تلوار اٹھائی تھی۔

۲۔ زنا کے قریب نہ پھٹکو وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ (۳۲) بنی اسرائیل۔ علماء کرام اور مفسرین عظام زنا کو کبائر میں شامل فرماتے ہیں۔

۳۔ حدیث شریف میں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے وہی نماز پڑھی جو ہم پڑھتے ہیں

اور اسی قبلے کی طرف رخ کیا جس کی طرف ہم کرتے ہیں اور ہمارے ذبیحے کو کھایا وہ مسلمان ہیں...... الخ (بخاری شریف) ذکری مذہب کے پیرو نہ ہم جیسی نماز قائم کرتے ہیں نہ ہمارے قبلے کی طرف رخ کرتے ہیں پھر وہ مسلمان کیسے رہے۔

۴۔ ارشادِ گرامی ہے۔ "کفر و اسلام میں حدِ فاصل صلوٰۃ ہے"۔ اس حدیث کی رو سے بھی ذکری کافر ٹھہرتے ہیں۔

۵۔ ابنِ ماجہ نے ابنِ عباسؓ سے روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ قاعدہ کلیہ ارشاد فرمایا تھا کہ "جو شخص محرمات میں سے کسی کے ساتھ زنا کرے اسے قتل کر دو"۔ اس بنا پر ذکری واجب القتل ہیں۔

۶۔ ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے نماز کی جس قدر تاکید فرمائی اور کسی فرض کی نہیں فرمائی۔ توحید و رسالت پر ایمان کے بعد ادائیگی صلوٰۃ کی شرط بیعت میں شامل فرمایا کرتے تھے (فتح الباری)

۷۔ شاہ رفیع الدین دہلوی کا قول ہے کہ قرآنِ مجید میں نماز کی ادائیگی۔ اس کے احکام و ترغیب و مسائل کم و بیش سات سو جگہ مذکور ہیں۔

حال اور ماضی کے چند علماء دین کی آراء اور سرکاری سطح پر ذکریوں کی حیثیت۔

۱۔ ۱۸۴۷ء میں شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری نے اپنے مکتوبات میں ذکریوں کو خارج از اسلام لکھا ہے۔

۲۔ خوانینِ قلات کے قاضیوں نے اور بلوچستان کے دیگر علماء نے ہمیشہ ذکریوں کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ قاضی کے فتوے پر ہی تو خان قلات محمد نصیر خان اول نے ۱۷۷۴ء میں ان کے خلاف جہاد کیا اور خلافت ترکیہ سے "غازی دین" اور "ناصر ملت محمدیہ" جیسے عظیم خطابات سے نوازے گئے۔ اس وقت بھی بلوچستان کے تمام سرکاری قاضی ان کو غیر مسلم قرار دیتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ جج قلات نے بھی ان کے فیصلوں کو برقرار رکھا ہے۔

۳۔ بلوچستان ڈسٹرکٹ گزیٹر ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ اگرچہ ذکری خود کو مسلمان کہتے ہیں مگر ان کے عقائد اور اعمال اسلام کے اساسی عقائد سے بالکل متضاد ہیں۔

۴۔ تاریخ بلوچستان کا ہندو مورخ رائے بہادر لالہ ہتو رام (۱۹۰۰ء) میں لکھتا ہے کہ ان لوگوں کا مذہب نہ ہندو ہے نہ مسلمان۔ کسی سے نہیں ملتا۔

۵۔ ۱۹۴۶ء میں قاضی عبداللہ صاحب ثمر بازی نے ذکری ملائی شئے گلابی کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ ادا کرنے اور شعائر اسلام کی بے حرمتی کی بنا پر جہاد کا فتویٰ دیا اور مجاہدین کی بنفس نفیس قیادت کرتے ہوئے کچھ کو تہ تیغ کیا کچھ مسلمان ہو گئے اور باقی ترکِ سکونت کر گئے۔

۶۔ ڈپٹی کمشنر لسبیلہ نے اپریل ۱۹۷۶ء میں ضلع کے تمام تحصیلی رجسٹریشن افسران کو ہدایت جاری کی کہ قومی شناختی کارڈ (دل)

پر ذکریوں کو غیر مسلم لکھا جائے۔

۷- خان آف قلات اور سابق گورنر بلوچستان امیر احمد یار خان مرحوم نے علماء و مبلغین مقرر کیے جن کی مساعی سے کچھ ذکری تو مسلمان ہو گئے اور بہت سے ترک وطن کرکے کراچی، لسبیلہ اور مکران کے ساحلی علاقوں میں چلے گئے۔ ان مبلغین میں قاضی عبدالصمد سرباز ی۔ مولوی عبدالرب اور مولانا محمد موسیٰ گوداوری سرفہرست ہیں۔

۸- کراچی کے تمام مدارس عربیہ کے مفتیوں نے ذکریوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

۹- اس باطل مذہب کے رد میں اور نقلی کعبہ منہدم کرنے کے مطالبات علماء کرام اور عامۃ الناس کی طرف سے اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں جن میں حافظ عزیز الرحمن قاسمی (نوائے وقت لاہور ۲۹ جون ۱۹۸۲ء) مولانا سعید القاسمی (۲۱ مئی ۱۹۸۳ء) اور مولانا محمد عبداللہ درخواستی (جنگ لاہور ۱۹ اگست ۱۹۸۳ء) قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ ماہنامہ "الحق" کے مختلف شماروں میں مولانا عبدالمجید صاحب قصر قندی۔ مولانا محمد حیات صاحب (مکران) تربت۔ مولانا عبدالحق صاحب تربت اور ڈاکٹر ضیاء الحق صدیقی صاحب ملتانی کے مضامین اور مطالبات قابل ستائش ہیں۔

قرآن و حدیث۔ علمائے دین کے فتاویٰ اور عدالتی فیصلوں کی رو سے ذکری ایک علیحدہ مذہب ثابت ہو گیا اور اس کے پیروکار غیر مسلم کیونکہ اسلام کے پانچوں ارکان میں سے کسی ایک پر بھی تو قائم نہیں ہیں نیز آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر ۲۶۰ اور شق نمبر ۳ کی رو سے ذکری غیر مسلم قرار پاتے ہیں۔ یہ معاملہ چونکہ وفاقی سطح پر حل طلب ہے اس لئے ہمارا مطالبہ ہے کہ

۱- ذکریوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے جیسا کہ قادیانیوں کو اس سے قبل دیا جا چکا ہے۔ جب ذکری ہمیں کافر کہتے ہیں تو ہمیں انہیں کافر کہنے میں تامل کیوں؟ ۲- انہیں پابند کیا جائے کہ اپنے آپ کو مسلم نہ کہیں اور نہ لکھیں۔ ۳- سرکاری سطح پر اسے دین اسلام کا ایک فرقہ نہیں بلکہ علیحدہ ایک مذہب تسلیم کیا جائے۔ ۴- شناختی کارڈ، پاسپورٹ ویزا، ووٹرز لسٹ اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری کاغذات و دستاویزات پر ان کو غیر مسلم لکھا جائے اور ذمیوں کی حیثیت سے حقوق کا تعین کیا جائے۔ ۵- ذکریوں کی رجسٹرڈ انجمن کے نام سے "مسلم" کا لفظ خارج کیا جائے۔ موجودہ رجسٹرڈ نام "آل پاکستان ذکری مسلم انجمن" ہے۔ ۶- کوہ مراد پر نقلی کعبہ مسمار کیا جائے کیونکہ کعبہ تو وہی ایک ہے جو مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔

۷- اسلام اور شعائر اللہ کے مشابہ اور متوازی نام استعمال کرکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور شعائر اللہ کی توہین اور بے حرمتی کرنے سے منع کیا جائے۔ مشابہ نام از قسم خاتم النبیین۔ رسول۔ مہدی۔ کعبہ۔ حج عرفات۔ طواف۔ حوض کوثر۔ شجر طوبیٰ۔ غار حرا۔ زمزم۔ پل صراط۔ منیٰ۔ مشعر۔ عشر۔ زکوٰۃ اور روزہ وغیرہ ہیں۔

از مولانا عبدالماجدؒ دریابادی

زبان کا محاسبہ

روس کے ایک حساب دان نے حساب لگا کر بتایا ہے کہ ہم دن میں اگر دس گھنٹے جاگتے ہیں تو وقت کے تین گھنٹے بیس منٹ بولنے میں صرف کرتے ہیں۔

زبان سے ایک منٹ میں پچاس الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ اور اس طرح ہر گھنٹے نو ہزار لفظ ہماری زبان استعمال کرتی ہے اور اس بولنے والی میعاد (۳ گھنٹے ۲۰ منٹ) میں ہم ۲۷ سے ۳۰ ہزار تک الفاظ بول جاتے ہیں۔

اب سال بھر کی بولی کی میزان اگر آپ چاہتے ہیں تو اس روزانہ کی تعداد کو ۳۶۵ سے ضرب دیجئے اور پھر اگر عمر شریف ۶۰ سال تک پہنچ چکی ہے تو اس کے حاصل ضرب کو ۶۰ سے ضرب دیجئے تاکہ میزان کل ۶۰ سال کی عمر کی بولی ہوئی حاصل ہو۔

اور اگر اتفاق سے کوئی صاحب زیادہ باتونی یا بکّی قسم کے واقع ہوئے ہیں یا ان کا پیشہ ہی تقریر و خطابت کا ہے تب تو کئی لاکھ کے اعداد آسانی سے کروڑوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔

قرآن مجید کے اس فرمان کو یاد کر لیجئے کہ ادھر بندہ کی زبان سے کوئی لفظ ادا ہوا کہ اُدھر پہرہ دار یا نگہبان فرشتے نے اسے لکھ لیا اور سوچئے کہ جواب عمر بھر میں ادا کئے ہوئے ان کروڑوں لفظوں میں سے ایک ایک کا دینا ہو گا۔ آپ اس کے دسویں بیسویں۔ سویں۔ ہزارویں اور لاکھ ویں حصہ کے لئے بھی تیار ہیں؟

جواب کا مطالبہ نہ ٹل سکے گا نہ اس کے لئے کوئی مہلت ملے گی۔ اور نہ جواب میں حیلہ سازی یا سخن سازی کی گنجائش کسی حد تک بھی نہ نکل سکے گی۔ یا قبل اس کے کہ وہ دن آئے خود ہی اپنے دل میں حساب لگا کر دیکھ لیجئے کہ کتنے لفظ شر اور بدی کی طرف لے جانے والے زبان سے نکلے؛ الفاظ کو سوچ کر اور تول کر زبان پر لانے کی عادت اگر پڑ جائے۔ تو پھر سمجھ لیجئے کہ بیٹھے بیٹھے جنت بھی حاصل ہو گئی۔
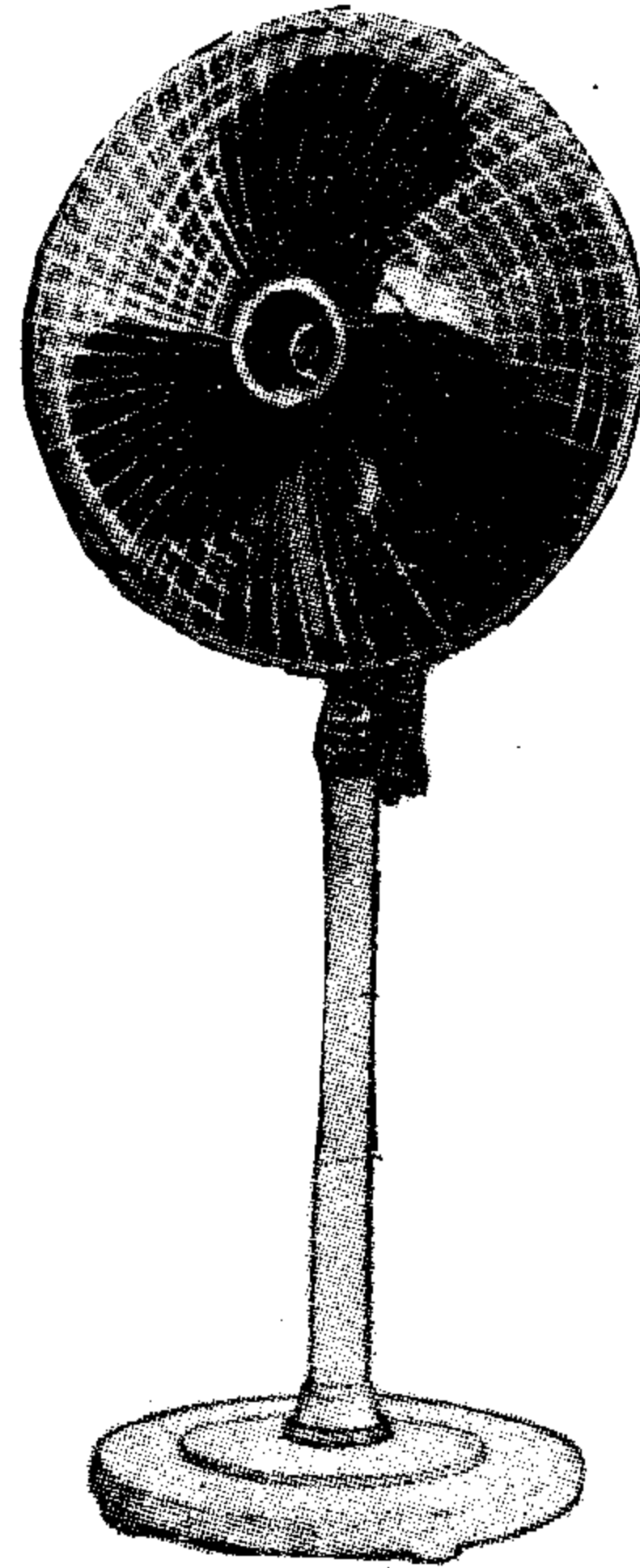
حافظ محمد ابراہیم فانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ

مولانا عبدالوحید قاسمی زروبوی رحمہ اللہ

ایک علمی و ادبی تذکرہ

جامعۂ انسانیت دارالعلوم دیوبند کے کس کس فرزند کا تذکرہ کیا جائے۔ اس چمنستانِ علوم نبوت کے اون کون سے گل سرسبد کی مہک سے روح کو طراوت و تازگی بخشی جائے۔ اس درسگاہ سے جو بھی شخصیت نکلی کسی نہ کسی جہت سے اس میں ایک انفرادی و امتیازی صفت پیدا ہوگئی۔ جو کہ اس مادرِ علمی کی ہمہ گیریت اور عالم گیریت پر بیّن دلیل ہے۔ نہ جانے اس خطۂ صلحا میں وہ کونسی مقناطیسی جاذبیت ہے جس نے جہاں بھی کوئی جوہر قابل تھا اس کو اپنی طرف مائل کر دیا۔ گویا مفلسانِ علوم نبوی کا ایک ہجوم اس درِ غنا سے انما انا قاسم واللہ یعطی کے مظاہرہ کا طلب گار ہوتا ہے

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للہ از جمال روئے تو
دستِ بکشا جانبِ زمبیلِ ما — آفریں بردست و بر بازوئے تو

بعد میں کچھ تو گردونِ علم و ادب پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ کچھ میدانِ سیاست کے شہسوار ہوئے کسی نے صحافت کو اپنایا کوئی مبلغ و داعی کی حیثیت سے ابھرا۔ کسی نے مسندِ تدریس و افتار کو سنبھالا۔ کچھ خانقاہ کے سربرآرائے طریقت ہوئے۔ اور کسی نے اپنے لئے گوشۂ خمول اور کنجِ عزلت میں خدمتِ دینِ قیم کا بیڑہ اٹھایا۔ ان میں سے ہر ایک اپنی متعین کردہ راہ پر تیز گام اور اپنی دھن میں مگن رہا۔ اُن کو دشمن اپنے مقصد سے ہٹا سکا نہ حرص و آز ان کے لئے زنجیرِ پا ہوا۔ مکروہات دنیا سدِّ راہ بنے نہ سیلِ حوادث نے ان کا راستہ روکا۔ اہلِ زر کا دولت آڑے آیا اور نہ مصلحتوں نے ان کی توجہ کسی دوسری جانب مبذول کرائی۔

درحقیقت یہی وہ بلاکشانِ محبت ہیں جن کو سوئے یار کے علاوہ اور کسی سمت کا پتہ نہیں ہے

علی الصباح چوں مردم بکار و بار روند
بلاکشانِ محبت بسوئے یار روند

ذیل میں اس مادر علمی کے ایک فرد فرید مولانا عبدالوحید صاحب قاسمی کا تذکرہ اور ان کے علمی و ادبی مقام پہ تبصرہ پیش خدمت ہے۔

ولادت و خاندان آپ موضع زروبی (ضلع مردان) میں مولانا مظہر جمیل بن مولانا محمد اکرم کے ہاں ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے۔ خاندانی لحاظ سے آپ اس شجرۂ طوبیٰ سے منسلک ہیں جس کی نجابت و علمیت کا شہرہ عالم اسلام میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے والد گرامی اگرچہ باقاعدہ فارغ التحصیل نہیں تھے۔ لیکن منقول و معقول کی اکثر کتابیں آپ کو ازبر تھیں۔ فارغ اوقات میں مطالعۂ کتب میں مصروف رہتے۔ یا طلبہ کے حلقۂ درس میں شرکت فرماتے۔ آپ (مولانا مظہر جمیل) کے داماد مولانا عبدالحلیم صاحب صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک قدس سرہ جب دیوبند سے تشریف لاتے اور بیماری کے باعث اپنے محلہ کی مسجد میں درس شروع کیا۔ تو بلاناغہ درس بیضاوی میں شریک ہوتے۔ نیز حافظہ و ذہانت کی وجہ سے بعد از درس اکثر طالب علم مشکل مقامات کے بارے میں آپ سے استفسار کرتے۔

مولانا محمد اکرم جو کہ اکرم بابا سے یاد کئے جاتے ہیں۔ صاحب جذب و حال اور صاحب نسبت بزرگ تھے غالباً اخوند عبدالغفور صاحب، سوات کے مرید اور ماذون تھے۔ آپ کے خوارق و کرامات کے بارے میں کافی واقعات مشہور ہیں۔ موت سے قبل اپنے تیمارداروں سے فرمایا کہ میرا معاملہ صاف ہو گیا ہے تھوڑی دیر آپ اُدھر بیٹھ جائیں مہمان آنے والے ہیں۔ کچھ دیر بعد آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

قیام غورغشتی کے دوران ایک دفعہ صحرا میں ذکر و شغل میں مصروف تھے کہ ایک چوہے پر نظر پڑی جو اپنے بل سے مٹی نکال کر اندر گھس جاتا ہے۔ اور سر نکالتا ہے۔ آپ کو یہ تماشا عجیب لگا۔ آپ نے ایک کنکری اٹھائی اور اس کی طرف پھینکی۔ اتفاقاً وہ اس چوہے کو لگی اور وہ مر گیا۔ آپ کو اس کی موت کا اتنا قلق ہوا کہ بے اختیار رونے لگے۔ اور اسی وقت پا پیادہ اپنے مرشد صاحب سوات کی طرف چل دئے۔

چند روز کے سفر کے بعد جب وہاں پہنچے تو حضرت سے فرمایا کہ مجھ سے ایک عظیم گناہ بصورت قتل نفس سرزد ہوا ہے۔ میرے لئے خداوند تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیجئے۔ اس وقت حضرت کے پاس اپنے عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر تھا۔ آپ نے ان کی طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کل لوگ عمداً انسان کو قتل کر دیتے ہیں لیکن ان کے دل میں خوف آخرت و محاسبہ کا وسوسہ تک نہیں ہوتا۔ یہ شخص (ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) کتنے دور سے پا پیادہ صرف اس جرم کے بارے میں یہاں آیا ہے۔

اسی طرح بعد از وفات آپ کے کپڑوں میں کچھ نورانی آثار رونما ہوئے۔ تو جب مولانا عبدالوحید صاحب مرحوم دیوبند جا رہے تھے تو اپنے ساتھ وہ کپڑے بطور تبرک لے گئے۔

ابتدائی تعلیم | ہوش حواس سنبھالتے ہی آپ نے تعلیم کی طرف توجہ دی۔ چنانچہ سکول کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھتے رہے۔ شرح جامی پڑھتے وقت آپ کی عمر ۱۲، ۱۳ سال کے لگ بھگ تھی۔ پھر اس کے بعد علاقائی علماء کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ مولانا حبیب اللہ صاحب حق صاحب زروبوی رحمہ اللہ۔ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نوراللہ مرقدہٗ عرف گڈی مولوی صاحب۔ مولانا سکندر خان صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب (صدر المدرسین حقانیہ اکوڑہ خٹک) قدس سرہٗ جیسے جہابذہ وقت سے صرف و نحو منطق و حکمت فقہ و اصول اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔

تجسد ارواح اور ایک واقعہ | اس ضمن میں تجسد ارواح کا ایک واقعہ ہے لیکن اس سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ تجسد ارواح ہمارے اکابرین دیوبند کے نزدیک حق ہے۔ چنانچہ مولانا مناظر احسن گیلانی قدس سرہ سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۲۹ تا ۳۳۳ میں ارقام فرماتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

دارالعلوم دیوبند میں ایک طالب علم نے داخلہ لیا۔ اس شرط پر کہ میں امتحان نہیں دوں گا۔ اسے وہاں بغیر کسی امداد و تعاون کے داخلہ ملا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد وہ طالب علم پنجاب کے کسی شہر میں امام مسجد بنا۔ کافی عرصہ بعد وہ دارالعلوم آیا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعارف کرنے کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کہ تم بہت مدت کے بعد یہاں آئے ہو۔ اتنا عرصہ کہاں رہے۔

اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ میں جس گاؤں میں پیش امام ہوں وہاں ایک مولوی صاحب آئے۔ انہوں نے وہاں اپنا کافی رسوخ پیدا کر لیا۔ پھر انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا امام کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں مولوی صاحب جو دیوبند سے پڑھ کر آئے ہیں۔ دیوبند کا نام سننا تھا کہ وہ مولوی صاحب سیخ پا ہو گئے۔ اور لوگوں سے کہا کہ تم نے جتنی نماز اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ تمام باطل ہیں کیونکہ دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے وہ عقیدہ ہے۔ حضورؐ کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ

جب لوگوں نے اس مولوی صاحب کی باتیں سنیں تو وہ سب میرے پاس آ گئے۔ اور مجھے کہا کہ تم ان باتوں کی صفائی پیش کرو۔ اور اس مولوی صاحب کے ساتھ مناظرہ کرو۔ کیونکہ اس نے آپ پر یہ الزام عائد کئے ہیں۔ چار و ناچار میں مناظرہ کے لئے آمادہ ہو گیا۔ وقت اور مقام کا تعین بھی ہو گیا۔

وقت مقررہ میں حیران و پریشان اور لرزاں و ترساں مناظرہ گاہ پہنچا۔ ادھر مولوی صاحب بھی اپنے ارادت مندوں کے ہجوم میں جبہ و دستار پہنے انداز خسروانہ مناظرہ گاہ میں آوارد ہوئے۔ ابھی مناظرہ شروع ہوا کہ ایک شخص میرے قریب بیٹھ گیا اور مجھے کہا کہ مناظرہ کرو اور کسی قسم کا خوف دل میں نہ لاؤ۔

بہرحال مناظرہ شروع ہوا تو میں نے ایسی باتیں کیں جو میں خود بھی نہیں سمجھتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ بالآخر

اس مولوی صاحب نے ہاتھ جوڑ کر مجھ سے معافی مانگ لی۔ اور کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ آپ کو اس شخص کا (جو آپ کے قریب بیٹھا تھا) حلیہ معلوم ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں! جب اس نے اس شخص کے خدوخال کا نقشہ کھینچا تو حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ یہ تو ہمارے سیدنا الامام الکبیر محمد قاسم نانوتویؒ تھے۔ اس واقعہ پر حاشیہ لکھا گیا ہے کہ سیدنا امام الکبیر کی اس روحانی امداد کا قصہ تو شنیدہ ہے۔ لیکن اس سلسلہ کی وہ روایت جس کا ذکر پہلے بھی شاید ہو چکا ہے یعنی ان شکر رنجیوں کے سلسلہ میں جو مولانا احمد حسن امروہی اور مولانا فخر الحسن گنگوہی کے درمیان کسی وجہ سے ہو گئی تھی۔ اور شیخ الہند بھی کچھ دلچسپی اس قصہ میں لینے لگے تھے۔

یہ اطلاع مولانا رفیع الدین نے دی۔ کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ اور فرمایا محمود الحسن سے کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے (حاشیہ سوانح قاسمی ج ۱ صـ ۳۳۲)

مولانا عبدالوحید صاحب قاسمی جب موضع کڈی (ضلع مردان) میں مولانا عبدالرؤف صاحب کے ہاں پڑھتے تھے تو ہر جمعرات کو گاؤں تشریف لاتے۔ کڈی اور زروبی کے درمیان تقریباً دس کلومیٹر مسافت ہے۔ اس وقت تو پختہ سڑکیں نہ تھیں۔ کھیتوں میں پگ ڈنڈیوں جیسا راستہ تھا اس پر مسافت مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ وقت بھی تھوڑا لگتا تھا۔ ایک دن جو کہ آپ کے گاؤں آنے کا دن تھا۔ ان کے سبق کا نمبر سب سے آخر میں آیا۔ شام ہو رہی تھی، آپ سبق سے فارغ ہوئے موسم بھی ابر آلود اور باد و باراں کا اندیشہ تھا۔ آپ اسی وقت گھر کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب آبادی سے صحرا میں داخل ہوئے تو ان کا بیان ہے کہ ایک بوڑھا آدمی مجھ سے آٹھ دس قدم آگے جا رہا ہے۔ اس تمام راستے میں وہ میرے ساتھ رہا۔ لیکن جب گاؤں کے مقبرہ کے قریب پہنچا (کیونکہ عام راستہ مقبرہ کے پاس سے ہو کر جاتا ہے) تو وہ آدمی اچانک غائب ہو گیا۔ میں نے اسے بہت ڈھونڈا لیکن اس کا نام و نشان نہ ملا۔ اور تاریکی بھی بڑھ رہی تھی۔ انہوں نے بتایا میں جب گھر پہنچا تو عشاء کا وقت تھا۔

میرے والد صاحب نے جب مجھے بے وقت آتے دیکھا تو بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اس وقت آنے کی کیا ضرورت تھی صبح آ جاتے۔ پھر اس کے بعد وہ قصہ بیان کیا کہ راستے میں ایسا شخص میرے ساتھ دس قدم کے فاصلے پر جا رہا تھا۔ پھر گاؤں کے قریب اچانک غائب ہو گیا حلیہ بھی بیان کیا۔ جب میں نے اس کے خدوخال بتائے تو میرے والد مرحوم نے کہا کہ یہ تو میرے والد بزرگوار (اکرم بابا) تھے۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے دیوبند روانگی اپنے علاقہ میں مختلف علوم و فنون کی تکمیل کے بعد اعلیٰ تعلیم اور سند حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ وہاں پر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سیدنا مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی صاحب قدس سرہ۔ مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ

اور مولانا عبدالخالق صاحب کبیر والا وغیرہم حضرات سے استفادہ کیا اور ۱۳۶۴ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ فارم داخلہ نمبر ۴۱۳ (قدیم) ہے۔

تدریسی خدمات | جب آپ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے تو اپنی خداداد قابلیت و ذہانت کی بنا پر حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی سفارش پر جامعہ امینیہ دہلی میں تدریس پر مامور ہوئے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے مفتی ہند مفتی کفایت اللہ صاحب مرحوم کے نام آپ کی تدریس کے لئے ایک سفارشی خط لکھا۔

مکتوب مدنی بنام مفتی ہند | جناب مفتی صاحب زید مجدکم

بعد از سلام مسنون آں کہ عرض گزار محنتی اور سمجھدار شخص ہے۔ ان کے نمبر امتحان میں بہت اچھے ہیں۔ اخلاقی حالت بھی قابلِ اطمینان ہے۔ قوی امید ہے کہ اگر ان کو مدرسہ امینیہ کی تعلیمی خدمات تفویض کی جائیں تو کامیاب مدرس ہوں۔

والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ ۱۱ محرم الحرام

کچھ عرصہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں بھی تدریس کی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جامعہ امینیہ میں تدریس سے پہلے یا وہاں سے کچھ وقت کے لئے ادھر تشریف لے گئے۔ کیونکہ اپنے ایک مکتوب میں حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کے نام لکھتے ہیں

جناب مفتی اعظم دامت برکاتہم

سنت سلام کے بعد واضح ہو کہ کافی عرصہ ہوا کہ فسادات جاری ہیں۔ استفسارِ کثیر کے بعد آنجناب کی بابت اتنی خبر پہنچ گئی ہے کہ خیریت کے ساتھ اپنی جگہ مقیم ہیں۔ خدا کرے کہ سب محفوظ ہوں۔ مگر ضعفِ روایت کے باعث قلب مطمئن نہ تھا۔ لہذا چند سطریں ارسال ہیں۔ تاکہ آں جناب کی خیریت سے واقف ہو کر اطمینان حاصل ہو جائے۔ کوتاہ دستی کی وجہ سے دعائے خیر و عافیت کے سوا اور کوئی دسترس نہیں رکھتا۔ لہذا اگر کوتاہی معاف کی جائے تو نوازش سمجھی جائے گی۔ میرا آنے کا خیال تھا کہ جب بھی راستہ صاف ہو جائے تو بشرط مشیت خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ والسلام

عبدالوحید عفی عنہ

قیامِ پاکستان کے بعد آپ جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لائے۔

۱۹۴۹ء میں پنجاب یونیورسٹی میں مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ اور ۳۵۱ نمبرات حاصل کیے۔ بدقسمتی سے چند مجبوریوں کی بنا پر دینی مدارس میں سلسلۂ تدریس جاری نہ رہ سکا۔ اور گورنمنٹ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ۹ نومبر ۱۹۴۹ء کو عربی استاد کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہوا۔ شیرانوالہ گیٹ لاہور میں تقریباً تین سال تک آپ نے تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد اسی پوسٹ پر ہائی سکول مغلپورہ لاہور آپ کا تبادلہ ہو گیا۔ صحت کی خرابی اور موسم کی عدم موافقت کی وجہ سے آپ اپنے علاقے کو تبدیلی کے خواہاں تھے۔ لہذا کافی تگ و دو کے بعد ضلع کوہاٹ میں شکردرہ کے مقام پر آپ کی تبدیلی ہو گئی۔ وہاں سے زیدہ۔ مرغز اور پھر اپنے گاؤں زروبی تشریف لائے اور تا دمِ مرگ اپنے

گاؤں ہی میں رہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ فارغ اوقات میں دینی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔

وفات: ابھی آپ نے عالمِ شیخوخت میں قدم بھی نہیں رکھا تھا کہ عین عالمِ شباب میں پیکِ اجل آپہنچا۔ اور مختصر علالت کے بعد (اگرچہ آپ ابتداء ہی سے مریض الطبع تھے) مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۹ء کو عید الفطر کی صبح آپ کی روح ارواحِ قدسیین سے جا ملی۔

آپ کی اس ناگہانی موت پر آنکھ اشکبار تھی۔ کیونکہ یہ موت ایک ثقہ عالمِ دین۔ ایک جواں سال ادیب وقت کی موت تھی۔ اور وہ بھی عید الفطر کے دن۔ اس الم ناک موت نے عید کی خوشی کو غموں کے بیکراں سمندر میں ڈبو دیا۔ نمازِ جنازہ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب قدس سرہ نے پڑھائی۔ بچوں بوڑھوں اور عوام و خواص کی کثیر تعداد نے اس مردِ درویش کے جنازہ و تدفین میں شرکت کی۔ اور یوں ایک انجمن ایک مکتبِ علم اور دبستانِ ادب شہرِ خموشاں کے مکینوں میں شامل ہو گئے۔

سیرت و کردار کی جھلکیاں: جسمانی لحاظ سے آپ کمزور اور نحیف و نزار تھے۔ لیکن درحقیقت آپ مروت و خودداری ذہانت و فطانت فہم و فکر۔ علم و عمل۔ حق گوئی و بے باکی۔ شرافت و حق شناسی کے پیکر اور اس کے ساتھ ساتھ اخلاق و بلند حوصلگی تہذیب و شائستگی اور وسعتِ قلب و نظر جیسی صفات کے بہترین شاہکار تھے۔ کسی بھی موقع پر حق گوئی اور خودداری کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ بڑے بڑے نوابوں اور خان زادوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ مداہنت و چاپلوسی سے کوسوں دور۔ وہ درحقیقت علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی عملی تصویر تھے۔

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کی رفیق یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

اور کبھی کبھی سوچتا ہوں تو علامہ مرحوم کے ان اشعار کے پس منظر میں آپ کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے ؎

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی کھلتے ہیں فقیروں پہ یہ اسرارِ شہنشاہی

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

آپ کی ذہانت کے بارے میں میرے والد صاحب مرحوم (مولانا عبدالحلیم صاحب) نے فرمایا تھا کہ کافی مدت سے آپ سکول سے وابستہ تھے تو بطورِ امتحان میں نے ایک منطقی مغلق مسئلہ چھیڑ دیا۔ کہ آیا اس نے جو کچھ پڑھا اور پڑھایا ہے اسے بھول گیا ہے یا حافظہ میں محفوظ ہے۔ جب میں نے ان کے سامنے وہ مشکل مقام اور مغلق مسئلہ چھیڑ دیا تو انہوں نے اس پر ایسی عمیق بحث کی کہ میں حیران رہ گیا۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ شہادت کتنی وزنی اور کتنا وثیق ہے۔

الغرض وہ ان تمام صفاتِ حمیدہ سے متصف تھے جو کسی اہم علمی شخصیت کے لئے ضروری ہوتی ہیں (جاری ہے)

ڈاکٹر محمد رشید صاحب فاروقی
شعبۂ عربی و علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف میڈوگوری۔ نائیجیریا

امام المازری رحمۃ اللہ علیہ

ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر ابن محمد التمیمی المازری، پانچویں صدی ہجری کے جید افریقی عالم اور محدث کبیر ہیں۔ سسلی کے مشہور شہر مازرہ[1] سے نسبت کی بنا پر "المازری" کہلاتے ہیں۔ آپ کی مہارت علمی کا یہ عالم تھا کہ علوم اسلامیہ کے ہر فن میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو "امام" کا لقب دیا گیا۔

ابتدائی زندگی: آپ کی ولادت کے بارے میں صحیح معلومات دستیاب نہیں کہ سسلی میں پیدا ہوئے یا افریقہ کے کسی اور علاقے میں۔ کتب تاریخ اس بارے میں خاموش ہیں۔ مورخین، مولفین تراجم اور اصحاب طبقات نے اس بارے میں بہت کم مواد فراہم کیا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ آپ تیونس کے ساحلی شہروں المھدیہ، قیروان وغیرہ کسی ایک مقام پر ۴۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد بزرگوار محمد بن علی سسلی میں مسلمانوں کی زبوں حالی کی بنا پر وہاں سے ہجرت کر چکے تھے اس زمانے میں سسلی سے ہجرت کا عام رجحان تھا۔ اور بے شمار مسلمان وہاں سے قریبی افریقی ممالک میں کوچ کر گئے تھے۔

جو بات ساحلی علاقوں میں امام المازریؒ کی ولادت کے ثبوت کے لئے مؤید ثابت ہوتی ہے۔ وہ آپ کا انہی علاقوں میں صغر سنی میں حصول تعلیم ہے۔ شیخ عبدالوہاب پاشا آپ کی پیدائش اور ابتدائی تعلیم پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:۔

---

(۱) مازرہ یا مازارہ تیونس کے شمال میں جزیرہ سسلی کے جنوبی ساحل پر واقع ایک شہر کا نام ہے۔ یہ پہلا شہر ہے جسے اغلبی الفاتح کی فوج نے اپنے قائد اسد بن الفرات کے ہاتھ ربیع الاول ۲۱۲ھ میں فتح کیا۔ یہ شہر جزیرہ میں اسلام کا آخری قلعہ تھا ۴۶۴ھ میں اس کے سقوط کے ساتھ جزیرہ میں اسلامی قیادت کا خاتمہ ہوا۔ کچھ مسلمان وہاں سے ہجرت کر گئے لیکن باقی ساتویں صدی ہجری کے اوائل تک وہیں رہے (بحوالہ مجلۃ لواء الاسلام قاہرہ ۸ جنوری ۱۹۴۹ء)

وفی نظرنا ان المازری نشاء بافریقیة، وبہا قرأ وترعرع، وتلقی الدراسة العلیا عن سندی المغرب فی وقتہما بلا مدافع، أعنی اباالحسن اللخمی، وعبدالحمید الصائغ وغیرہما من جلة العلماء الاعلام[1]

ہماری نظر میں امام المازری کی ولادت افریقہ میں ہوئی۔ وہیں پر آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت ہوئی۔ اور وہیں جوان ہوئے۔ اور اعلیٰ مغرب کے دو مشہور اور یگانۂ روزگار علماء ابوالحسن اللخمی اور عبدالحمید الصائغ سے حاصل کی ان دو کے علاوہ دوسرے جید علماء کرام سے بھی استفادہ علمی کیا۔ بعد ازاں آپ نے المہدیہ میں سکونت اختیار کی۔ اور یہ اس وقت قیروان کا دارالخلافہ تھا۔ المہدیہ میں آپ نے جامع عبداللہ المہدی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور آخر دم تک علم و عرفان کے فروغ میں مشغول رہے۔ آپ علوم متداولہ کے ہر صنف میں کمال رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ مشرق و مغرب میں آپ کی شہرت پھیل گئی۔ اور ہر چہار جانب سے علم دین کے پیاسے آپ کی طرف سیلاب کی طرح اُمڈ آئے۔ آپ کے حلقۂ درس سے سینکڑوں علماء، مجتہدین اور مشاہیر عالم فیض یاب ہو کر نکلے جنہوں نے عالم اسلام میں بالعموم اور افریقہ و مغرب میں بالخصوص علوم اسلامیہ کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

آپ کے اساتذہ | امام المازری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تو بہت سے علماء سے علمی استفادہ کیا۔ لیکن ہم یہاں ان دو علماء کا تذکرہ کریں گے جن کی نظر خاص سے آپ علم کے اعلیٰ مدارج پر پہنچے۔ ان میں سے ایک ابوالحسن اللخمی ہیں اور دوسرے عبدالحمید الصائغ ہیں۔

۱۔ ابوالحسن اللخمیؒ۔ ابوالحسن علی بن محمد الربعی جو اللخمی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اپنے زمانے میں قیروان کے فقہا کے رئیس تصور کئے جاتے تھے۔ آپ السیوری ابن محرز اور ابو اسحاق تیونسی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ نے مالکی مسلک کی مشہور کتاب " المدونہ " پر تعلیق لکھی ہے۔ جو تبصرہ کے نام سے آج بھی مشہور و معروف ہے۔ آپ ۴۷۸ھ میں وفات پا گئے۔ اور صفاقس میں دفن ہوئے۔

۲۔ عبدالحمید الصائغ۔ ابومحمد عبدالحمید بن محمد جو ابن الصائغ کے نام سے مشہور ہوئے۔ کبائر ائمہ و علماء قیروان میں سے ہیں۔ پہلے مہدیہ دارالافتاء کے صدر تھے۔ لیکن بعد میں افتاء چھوڑ کر شہر سوس چلے گئے۔ اور وفات تک وہیں علمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات ۴۸۶ھ میں ہوئی۔ دریا کے کنارے آج بھی آپ کا مزار موجود ہے۔

آپ کے تلامذہ | کسی مورخ کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ ان افریقی رجال کا احاطہ کر سکے جنہوں نے امام المازریؒ سے علمی استفادہ کیا۔ تاہم کتب تاریخ و رجال میں جن کا ذکر موجود ہے ان میں سے چند ایک کا مختصر تعارف کیا جاتا ہے۔

---

[1] مجلة لواء الاسلام

۱۔ **ابن الحداد المہدوی**۔ ابو یحییٰ زکریا ابن الحداد المہدوی جو امام المازریؒ کے بعد المہدیہ کے قاضی اور عالم رہے مشہور مؤلف ہیں ۵۰۷ھ میں وفات پائی۔

۲۔ **عبد السلام البرجینی**۔ ابو محمد عبد السلام البرجینی، ساحلی علاقے پر واقع ایک دیہات البرجین کی طرف نسبت کی بنا پر البرجینی کہلاتے تھے۔ افریقہ کی پہلی دولت موحدیہ کے عہدۂ افتاء پر فائز تھے ۵۳۰ھ کے قریب انہوں نے وفات پائی۔

۳۔ **محمد بن تومرت**۔ مغرب کے مشہور وافدین میں سے علم وسیاست کے درخشندہ ستارے رجل المغرب محمد بن عبداللہ بن تومرت جو دولت موحدیہ کے موسس تھے۔ ۴۸۵ھ میں مغرب اقصیٰ میں پیدا ہوئے۔ قرطبہ میں تعلیم حاصل کی۔ پھر طلب علم میں مشرق کی طرف رخ کیا۔ المہدیہ پہنچے۔ اور وہاں امام کبیر المازریؒ سے علمی استفادہ کیا۔ پھر مصر، شام اور عراق کی طرف چل دیے۔ اور بغداد میں امام غزالی کے حلقۂ درس میں شریک رہے۔ بعدازاں حج ادا کرتے ہوئے مغرب واپس آئے۔ ۵۱۵ھ میں بدعات و منکرات کو ترک کرنے اور شریعت مطہرہ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت لے کر اٹھے۔ آپ کے لئے راستے کھلتے گئے۔ حتیٰ کہ آپ نے مغرب میں بڑی مضبوط حکومت قائم کی۔ جس کو تاریخ "دولت موحدیہ" کے نام سے جانتی ہے۔ ۵۲۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے علم وتقویٰ کے لحاظ سے ممتاز رکھتے تھے۔

۴۔ **ابن العربی الاشبیلی**۔ امام متبحر ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد جو ابن العربی الاشبیلی کے نام سے مشہور ہوئے اندلس کے علماء کبار میں سے ہیں۔ ۴۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ۴۸۵ھ میں اپنے والد کے ساتھ طلب علم میں مشرق کی طرف چل دیے۔ المہدیہ میں امام المازریؒ سے ملاقات ہوئی اور امام موصوف سے بہت کچھ اخذ کیا۔ اپنے سفرنامے میں ان کی خوب ثنا خوانی کی ہے۔ بعدازاں مختلف بلاد مشرق کے چکر کاٹے۔ اسی سفر کے دوران امام غزالی سے ملاقات ہوئی اور ان سے علمی استفادہ کیا۔ پھر اندلس واپس ہوئے اور آخر دم تک درس و تدریس اور تالیف کتب میں معروف رہے ۵۴۳ھ میں وفات پائی۔

۵۔ **علی بن صاعد**۔ قراء اندلس کے امام تصور کئے جاتے ہیں حج ادا کرنے کے بعد المہدیہ چلے گئے۔ اور امام مازری سے اخذ کیا۔ امام موصوف نے اپنی تالیفات و روایات کی اجازت دے دی۔ پھر اپنے ملک واپس ہو کر شلب کے قضاء پر فائز ہوئے ۵۴۷ میں وفات پائی[1]

ان کے علاوہ جید علماء اسلام کا ایک بڑا گروہ جو آپ کا ہمعصر تھا بذریعہ مراسلت آپ سے اخذ و استفادہ کیا کرتا تھا اور آپ سے اجازہ طلب کرتا تھا۔ ان علماء میں صغیر العصر فیلسوف اسلام علامہ ابن رشد قاضی عیاض السبتی

---

[1] بحوالہ مجلۃ لواء الاسلام ، جنوری ۱۹۶۹ء، قاہرہ

ابن فرس، محدث ابن ابی جمرہ، ابوبکر بن ابی العیش۔ ابن الحاج جیسی نمایاں شخصیات شامل ہیں۔

امام صاحب شاگردوں کی نظر میں | کتب رجال امام موصوف کے بارے میں ایک حکایت ذکر کرتی ہیں جس سے یہ اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آپ سے استفادہ کرنے والوں کے دل میں آپ کی جلالت علمی اور عالی مرتبت کا کیا نقشہ تھا۔ ابن القاضی[1] اور المقری[2] نے ذکر کیا ہے۔

بعض اندلسی طلبا المہدیہ میں امام صاحب کے درس میں آئے تاکہ آپ کی تلمذ کا شرف حاصل کر سکیں۔ امام موصوف ایک دن مجلس میں تشریف فرما ہیں کہ اتفاق سے سورج کی ایک شعاع روشن دان سے گذر کر شیخ کے پاؤں پر پڑ رہی تھی۔ تو امام صاحب نے فرمایا ھذا شعاع منعکس " ایک طالب علم کو یہ بات پسند آئی اور اس نے فی البدیہہ یہ اشعار کہے ؎

هذا شعاع منعكس لعلة لا تلتبس

لما رآك عنصراً من كل علم ينبجس

اتی يمد ساعداً من نور علم يقتبس

" یہ شعاع منعکس ہے جس کی وجہ بلاشبہ یہی ہے کہ اس نے تجھے علم کا مخزن[3] اور خود کو اس سے کورا پایا۔ اس لئے وہ تیرے پاس ہاتھ پھیلائے نور علم کا طالب بن کر آیا ہے۔ "

اندلس کے ادبا اور امام صاحب | علامہ صفدی نے حکایت کی ہے کہ اندلس کے بعض ادیبوں نے امام المازری کو المہدیہ خط لکھا جس میں انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر جواب چاہا۔

ربما عالج القوافی رجال تلتوی تارة لهم وتلين

طاوعتهم عين وعين وعين وعصتهم نون ونون ونون

فابن لنا ما طاوعهم وما عصاهم

بالآخر ادبا نے قوافی کا علاج ڈھونڈ ہی لیا جو کبھی تو ان کے لئے پیچیدگی کا باعث بنتے تھے اور کبھی آسان ہو جاتے (لفظ) عین، عین اور عین نے ان کی اطاعت کی جب کہ نون، نون اور نون نے ان کی خلاف ورزی کی۔

پس آپ ہمارے لئے ان کلمات کی نشان دہی کریں جنہوں نے ان کی اطاعت کی اور جنہوں نے ان کی خلاف ورزی کی۔

۱۔ کتاب درۃ الحجال فی سرۃ اسماء الرجال لاحمد ابن القاضی ج ا ص ۱۳۵ مطبوعہ رباط

۲۔ ازہار الریاض فی اخبار القاضی عیاض لابی العباس احمد المقری مؤلف نفح الطیب

۳۔ ملاحظہ ہو زیر لفظ عنصر ڈکشنری آف ماڈرن ریٹن عربک۔ ہانز ویئر۔ مطبوعہ بیروت

امام صاحب کی جانب سے اس سوال کا جواب یہ تھا۔

طاوعصم العجمۃ، والعیّ والعجز

وعصاھم اللسان، والجنان والبیان[1]

لفظ "العجمۃ" (گونگاپن) "العیّ" (لاجواب ہونا) اور "العجز" (عاجز ہونا) نے ان کی اطاعت کی۔ اور "اللسان" (زبان) "الجنان" (احساس قلب) اور "البیان" (بیان) نے خلاف ورزی کی۔ آپ کا یہ جواب پا کر اندلس کے ادباء پر آپ کی علمی عظمت کے قائل ہو گئے۔

امام المازری کی شہرت علمی پورے افریقہ اور مغرب کے سارے علاقوں میں پھیل گئی۔ شمال میں اندلس تک اور مشرق میں دور دراز عربی ممالک تک آپ کی شہرت پھیلتی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو علمی حلقوں کی طرف سے "امام" کا لقب دیا گیا۔ یہ لقب آپ کے نام کے ساتھ ایسے پیوست ہوا کہ نہ اسے آپ کے نام سے جدا کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کے بغیر آپ کو پہچانا جا سکتا ہے۔

امام صاحب کا خواب | آپ کے لقب "الامام" کے بارے میں ایک روایت نقل کی جاتی ہے۔ چنانچہ ابن فرحون لکھتے ہیں۔ "ویحکی عنہ (ای المازری) انہ رأی فی ذلک رؤیا۔ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ: یا رسول اللہ احق مایدعوننی بہ، ہم یدعوننی بالامام؟ فقال لہ وسّع اللہ صدرک للفتیا[2]

امام المازری کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس (لقب امام کے) بارے میں خواب دیکھا۔ آپ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! لوگ اپنی رائے میں مجھے امام کے نام سے پکارتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے سینے کو فتاویٰ کے لئے کشادہ فرمائے۔

یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ امام موصوف اپنے ہم عصروں میں اپنی وسعت علمی اور فتاویٰ میں رسوخ کی وجہ سے کس قدر شہرت رکھتے تھے۔

فتاویٰ میں امام صاحب کا احتیاط | مورخین اور روایت اخبار میں اس بات پر متفق ہیں کہ امام المازری افریقی شیوخ میں سے آخری محقق عالم تھے اور بلاشبہ اجتہاد کے درجے تک پہنچ چکے تھے۔ علماء اعلام کے شایان شان تواضع کے مالک تھے۔ آپ کی زندگی اصحاب مذاہب سے ملتی جلتی ہے فتاویٰ صادر کرتے وقت آپ بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے کبھی اپنے ذاتی وقار کا خیال نہیں رکھا اور ایسے تمام فتووں سے آپ اجتناب کرتے رہے جن کے صدور سے فتنوں کے پیدا ہونے کا ذرہ بھی اندیشہ ہو۔ ہو سکتا تھا الونشریسی اپنی مشہور کتاب "المعیار"

---

[1] الغیث المنسجم للصفدی (۲) الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان المذہب لابن فرحون ص ۲۷۹ مطبعۃ مصر ۱۳۲۹ھ

ہیں آپ کا ایک قول نقل کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اس سلسلے میں کتنے محتاط تھے چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

وقد قال الامام المازری رحمہ اللہ - بعد ان شہد لہ اھل زمانہ بوصولہ الی درجۃ الاجتہاد وما قارب رتبتہ : وما افتیت قط بغیر المشہور ولا افتی بہ وذلک ورعًا منہ

اور المازری نے فرمایا - جب کہ دنیا آپ کے درجہ اجتہاد تک پہنچ جانے اور رتبہ علیا پر فائز ہونے کی شہادت دے چکی تھی - اور میں نے کبھی بھی غیر مشہور مسائل کے بارے میں فتویٰ نہیں دیا - اور نہ آئندہ دوں گا - یہ آپ کا تقویٰ تھا - آپ نے فساد اور فتنوں کا سد باب کرنے اور جہلا کے امور دین میں فتویٰ صادر کرنے کی دیدہ دلیری کو روکنے کی غرض سے غیر مشہور مسائل کے بارے میں اپنے آپ پر یہ پابندی لگا دی تھی - الونشریسی معیار میں مزید آپ کا قول یوں نقل کرتے ہیں -

"ولست احمل الناس علی غیر المشہور من قول العلماء لان الورع قل بل کا ویعدم - والتحفظ علی الدیانات کذلک وکثرت الشہوات وکثر من یدعی العلم والتجاسر علی الفتوی ولو فتح لہولاء باب فی مخالفۃ المشہور من المذہب لاتسع الخرق علی الواقع وھتکوا حجاب ھیبۃ الدین وھذا من المفسدات التی لاخفاء فیہا"

اور میں لوگوں کو علماء کے اقوال میں سے غیر مشہور (مختلف فیہ) مسائل پر بحث کرنے کی ترغیب نہیں دیتا کیونکہ تقویٰ کم ہو گیا ہے - بلکہ معدوم ہو رہا ہے - اور یہی حال دینی مسائل کے تحفظ کا ہے - خواہشات کی کثرت ہو گئی ہے - مدعیان علم اور فتویٰ کی جرأت کرنے والوں کی بہتات ہے - اگر ان لوگوں کے لئے مذہب کے مشہور اور متفق علیہ مسائل کی مخالفت کا دروازہ کھول دیا جائے - تو یہ ایک ایسا نقصان ہو گا - جس کی تلافی ممکن نہیں - یہ لوگ تو دین کی ہیبت اور رعب وجلال کے حجاب کو تار تار کر دیں گے - اور یہ ایسے مفاسد ہیں جو ڈھکے چھپے نہیں -

امام صاحب کے بارے میں علماء کی رائے | قاضی ابوالفضل عیاض آپ کے بارے میں لکھتے ہیں -

ھو امام بلاد افریقیۃ وما وراءھا من المغرب وآخر المشتغلین من شیوخ افریقیۃ بتحقیق الفقہ وممن بلغ فیہ رتبۃ الاجتہاد ودقۃ النظر ، لم یکن فی عصرہ للمالکیۃ فی اقطار الارض افقہ منہ ولا اقوی لمذہبہم - وسمع الحدیث وطالع معانیہ - واطلع علی علوم کثیرۃ من الطب والحساب والآداب وغیر ذلک فکان احد رجال الکمال فی العلم فی وقتہ وکان حسن الخلق ملیح المجلس انیسہ کثیر الحکایۃ وانشاد قطع الشعر - وکان قلمہ فی العلم ابلغ من لسانہ - کتب الی من المہدیۃ یجیز فی کتابہ المسمی بالمعلم فی شرح مسلم وغیرہ من توالیفہ -

وہ المغرب[1] اور بلاد افریقیہ کے امام ہیں۔ افریقہ کے مشائخ علماء میں سے آخری عالم ہیں جو فقہ کی تحقیق میں مشغول رہے اور اس میں رتبۂ اجتہاد کو پہنچے۔ اس زمانے میں مالکی مذہب ماننے والوں کے لئے پورے عالم میں آپ نے حدیث کو سنا اور اس کے معانی کو سمجھا۔ اور طب، ریاضی، ادب اور دوسرے بہت سے علوم کو حاصل کیا جنکی کا اپنے دور میں علم کے لحاظ سے درجۂ کمال کو پہنچے۔ شائستہ خو تھے اور مجلس کو خوشگوار بنانے والے تھے، حکایات اور شعری قطعات کثرت سے بیان کرتے تھے۔ علم میں آپ کا قلم آپ کی زبان سے زیادہ بلیغ تھا۔ المہدیہ سے مجھے اپنی کتاب "المعلم فی شرح مسلم" اور دوسری تالیفات کی تحریری اجازت بھیجی۔

ابن فرحون قاضی عیاض کے قول کا اتباع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کان احد رجال الکمال فی وقتہ فی العلم، والیہ کان یفزع فی الفتوی، وکان رحمہ اللہ تعالٰی حسن الخلق ملیح المجلس، انیسہ کثیر الحکایات وانشاد قطع الشعر، وکان قلمہ فی العلم ابلغ من لسانہ لم یکن فی عصر للمالکیۃ فی اقطار الارض افقہ منہ ولا اقوم لمذہبہم[2]

آپ اس زمانے کی علمی دنیا میں درجۂ کمال تک پہنچے ہوئے اشخاص میں سے ایک تھے۔ اور فتویٰ میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ آپ خوش خلق اور مجلس آرا تھے۔ حکایات اور شعری قطعات بکثرت بیان کیا کرتے تھے اور علمی مسائل میں آپ کا قلم آپ کی زبان سے زیادہ بلیغ تھا۔ مالکیوں کے لئے اس زمانے میں آپ سے زیادہ فقیہ اور مذہب میں کوئی نہیں تھا۔

قاضی القضاۃ ابن خلکان نے لکھا۔

ھو احد الاعلام المشار الیہم فی حفظ الحدیث والکلام علیہ ....

وکان فاضلا متفننا[3]

اور آپ (امام المازری) حفظ حدیث اور اس پر کلام کرنے میں مذکورہ بالا علماء اعلام میں سے ایک تھے۔ اور آپ جامع عالم تھے۔

ابو العباس مقرّی نے کہا۔

الامام المجتہد ابو عبد اللہ المازری، عمدۃ النظار، ومحور الامصار، المشہور فی الآفاق والاقطار حبی عد فی المذہب اماما اذ ملک من مسائلہ ذماما ..... الخ[4]

---

[1] بلاد المغرب (افریقہ کے شمال میں اور مصر کے غرب میں واقع ممالک لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش وغیرہ کو کہا جاتا ہے (المعجم الوسط)

[2] الدیباج المذہب ص ۲۸۰ [3] وفیات الاعیان ج ۱ ص ۴۸۶ [4] ازہار الریاض فی اخبار القاضی عیاض" (ابی العباس احمد المقری کی اس کتاب کا قلمی نسخہ عبد الوہاب پاشا کے مکتبے میں موجود ہے) بحوالہ لواء الاسلام قاہرہ مارچ ۱۹۴۹ء۔

امام (وقت) مجتہد (العصر) ابو عبداللہ المازری، جو اہلِ علم کا سہارا اور شہروں (عوام الناس) کے سے مرکز تھے۔ سارے عالم میں ایسے مشہور ہوئے کہ مذہب میں آپ کو امام شمار کیا گیا۔ اس لئے کہ آپ نے اس کے مسائل کی باگ ڈور سنبھالی تھی۔

الودتلانی نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے۔

الامام النظار المجتہد القوی الباع فی تحقیق النظر ابو عبداللہ محمد بن علی التیمی المازری[1] ... الخ

امام دقیق النظر، مجتہد تحقیق و تدقیق میں قوی اور طاقت ور ابو عبداللہ محمد بن علی التمیمی المازری الخ

درحقیقت ہمیں اس بات کی ضرورت ہی نہیں کہ امام صاحب کے مرتبۂ علیا کے ثبوت کے لئے مورخین کی شہادتیں اور علماء کی ثنا خوانی پیش کریں۔ جب کہ ان کی قیمتی کتابیں ہمارے سامنے ہیں۔ اور وہ خود آپ کی عظمت اور عالمی شہرت کی قوی دلیلیں ہیں۔ جن کی وجہ سے آپ کو اپنے زمانے کی علمی قیادت بلا اختلاف ملی۔

امام صاحب کے علمی آثار | امام صاحب نے اپنے پیچھے ایک وسیع تحریری ذخیرہ چھوڑا ہے۔ یہاں ہم ان کے چند علمی آثار کا ذکر کریں گے۔ جو آسانی سے ہمیں دستیاب ہو سکے ہیں۔

۱۔ المعلم بفوائد مسلم:۔ یہ صحیح مسلم کی پہلی شرح ہے جس کے بارے میں علامہ ابن خلدون اپنے مقدمے میں یوں لکھتے ہیں۔

واما صحیح مسلم فکثرت عنایۃ علماء المغرب بہ واکبوا علیہ واجمعوا علی تفضیلہ ...... وأملی الامام المازری من کبار فقہاء المالکیۃ علیہ شرحاً وسماہ "المعلم بفوائد مسلم" اشتمل علی عیون من علم الحدیث وفنون فی الفقہ، ثم اکملہ القاضی عیاض بعدہ وتممہ وسماہ اکمال المعلم

اور صحیح مسلم پر علماء مغرب نے اکثر اپنی توجہات مرکوز رکھیں۔ اور اس کی فضیلت پر متفق رہے۔

امام المازری نے جو کبار فقہائے مالکیہ میں سے ہیں۔ اس پر ایک شرح لکھوائی جس کا نام "المعلم بفوائد المسلم" رکھا۔ یہ شرح علم حدیث کے بعض سرچشموں اور فقہ کے مختلف فنون پر مشتمل ہے۔ بعد ازاں قاضی عیاض نے اس کو مکمل کیا۔ اور اسے "اکمال المعلم" کا نام دیا۔[2]

عبدالوہاب پاشا ابن خلدون کی رائے پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وغفل ابن خلدون فی تعریفہ بشرح المازری عن انہ اشتمل ایضاً علی مسائل کثیرۃ فی اصول الکلام وابحاث قیمۃ فی الانظمۃ الاسلامیۃ۔ ومسائل الخلاف کمسالۃ الاجتہاد والامامۃ وشروط البیعۃ والمفاضلۃ بین الصحابۃ وجواز الجوسسۃ فی الحروب وغیرھا مما یطول تعدادہ"[3]

---

[1] نزہتہ الانظار المعروف برحلۃ الورتلانی حسین بن محمد ص ۴۲۹ مطبوعہ الجزائر [2] مقدمہ ابن خلدون ص ۴۱۹ ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۰ھ
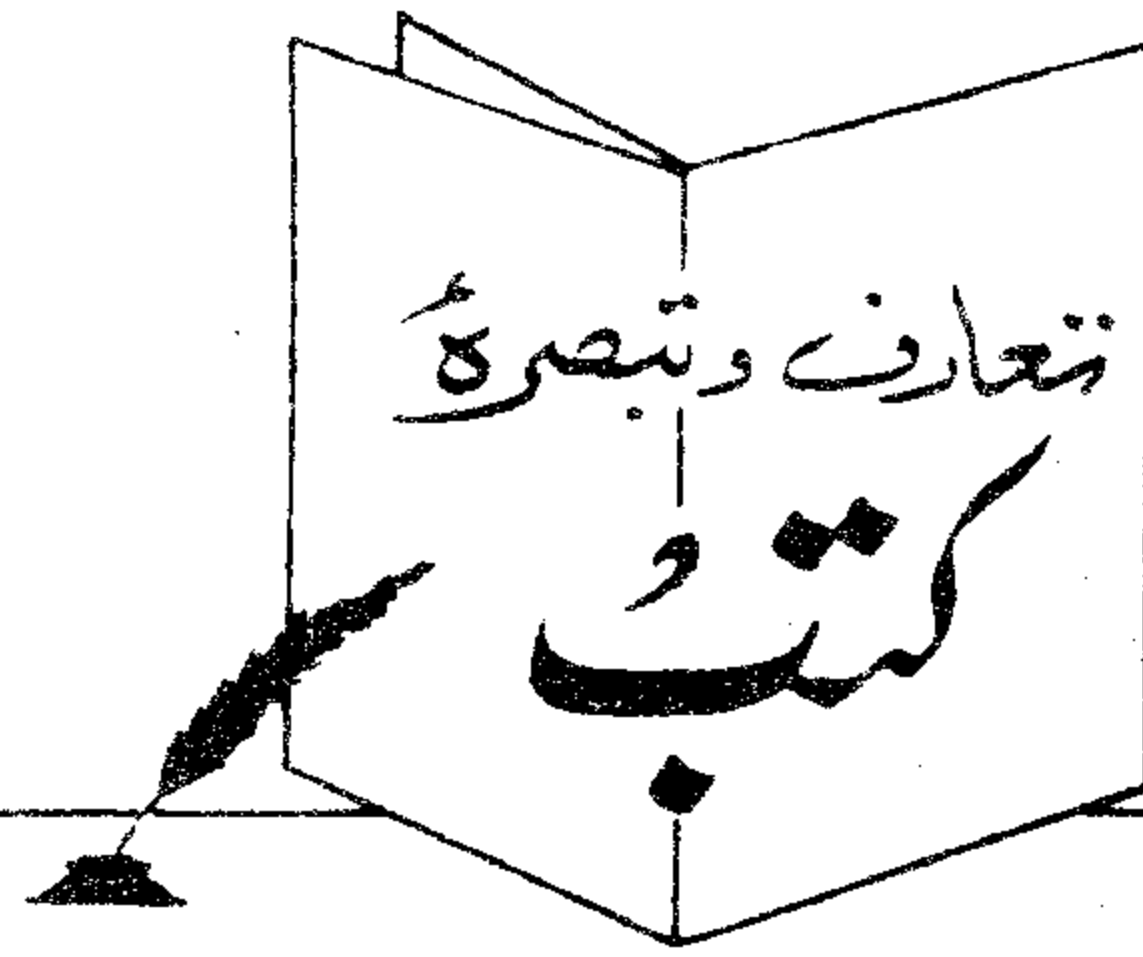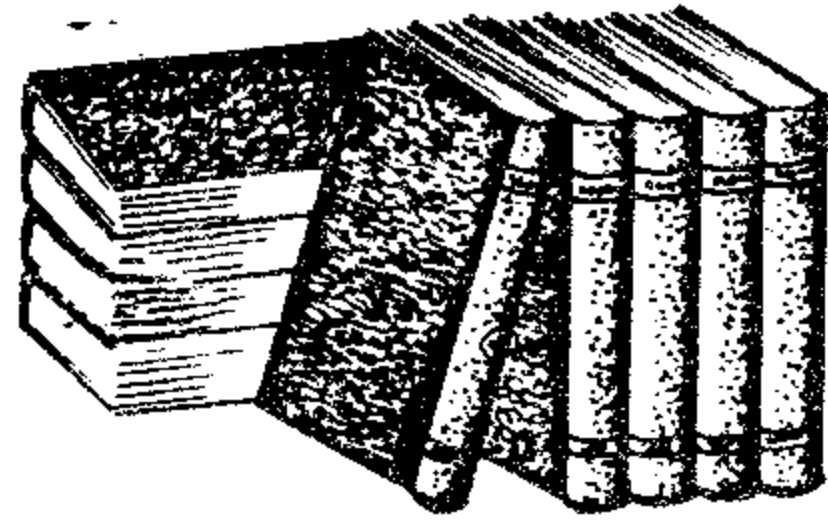
التشرح والتفصیل فی الجرح والتعدیل (عربی) مع تسہیل مقدمہ صحیح مسلم | مرتب۔ محمد انور بدخشانی۔ استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔ قیمت ۱۴ روپے۔ صفحات ۱۲۰

پتہ۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی ۵

امام مسلم کی شہرہ آفاق کتاب صحیح مسلم کے معرکۃ الآرا مقدمہ کی تسہیل ایک مہتم بالشان خدمت ہے فاضل مرتب نے ایجاز و اختصار کے باوجود آسان انداز میں اس کی تشریح کی ہے۔ اور ساتھ ہی ان ضعیف راویوں کا بھی تذکرہ ہے۔ جو کہ امام مسلم نے ۵۳ کی تعداد میں گنوائے ہیں۔ مرتب نے ان کے اسما اور ساتھ ساتھ اسباب و وجوہ جرح بھی تفصیلاً بیان کئے ہیں۔ دورہ حدیث کے طلبہ کے لئے یہ کتاب ازحد مفید اور کارآمد ہے

(محمد ابراہیم فانی)

دیہاتی رومان | چودہری افضل حق۔ قیمت ۳ روپے

ملنے کا پتہ۔ دانش کدہ مکتب ادارہ مطالعۂ تاریخ و تحقیق اسلام پورہ۔ سرگودہا

چودہری افضل حق صاحب سیاسی اور ادبی لحاظ سے ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ دیہاتی رومان کے عنوان سے آپ نے بچوں کے لئے ایک سبق آموز اصلاحی کتابچہ لکھا تھا جو ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۴۳ء میں۔ اب اس کا تیسرا ایڈیشن جناب زاہد منیر عامر صاحب نے اپنے قیمتی پیش لفظ اور مختصر تعارف کے ساتھ شائع کیا۔ بچوں کی تربیت و اصلاح کے لئے یہ کتابچہ ازحد مفید ہے۔ (محمد ابراہیم فانی)

النحو الیسیر شرح نحو میر | حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

قیمت ۱۶ روپے۔ ناشر و ملنے کا پتہ۔ مکتبہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد۔

نحو میر علم نحو کی ابتدائی کتاب ہے جس میں میر سید سند شریف نے نحو کے بنیادی مسائل اور ابتدائی اصول سے بحث کی ہے چونکہ مبتدی کے لئے مبادیات کا پہچاننا اور ان کو اچھے طریقے سے سمجھنا اور یاد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے مؤلف علام نے اس کی بہترین آسان اور زود فہم شرح لکھی۔ جو مدارس دینیہ کے مبتدی طالب علموں کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے

(محمد ابراہیم فانی)

الدین الخالص (پہلی قسط) ابوجابر عبداللہ دامانوی ۔ صفحات ۱۲۶ ۔ قیمت ۵۰/۱۳ روپے
ناشر ۔ حزب المسلمین ۔ فاروق اعظم روڈ کیماڑی ۔ کراچی ۲

اس دور پرفتن میں جب کہ اسلام کے خلاف ملحدین و زنادقہ مستشرقین و منکرین حدیث کیمونسٹ اور منکرین ختم نبوت نے ایک طوفان اٹھا رکھا ہے ۔ اور روز بروز نت نئے فتنے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔

اب ایک فتنہ ڈاکٹر عثمانی کی صورت میں ظاہر ہوا ہے ۔ ڈاکٹر موصوف نے پہلے ایک رسالہ توحید خالص کے نام سے شائع کرایا ۔ جس میں اکابرین امت ۔ بزرگان دین اور کبار اولیاء و محدثین پر ایسے رکیک حملے کئے کہ ان کے ایمان تک کو عوام اور خالی الذہن افراد کے ذہنوں میں مشکوک کیا ۔ اور بعض کو صراحۃً مشرک و کافر ٹھہرایا ۔ گویا کہ ان کے نشتر قلم نے صحیح اپریشن کی بجائے مریض کی شہ رگ کاٹ دی ۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً ایسے رسالے شائع اور مفت تقسیم کرائے جو مسموم مواد پر مشتمل ہیں۔

حال ہی میں موصوف نے عذاب قبر کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں عذاب قبر کے بارے میں نئے انکشافات اور انوکھے نظریات پیش کئے ہیں۔

فاضل مؤلف نے زیر نظر کتاب میں اس رسالے کے مندرجات اور ان کے عقائد و نظریات کا سنجیدہ متین محکم اور مدلل انداز میں تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لیا ہے ۔ مسلک علماء دیوبند تو اعتدال کی ایک ٹھوس حقیقت پر مبنی ہے اس لئے زیر تبصرہ کتاب میں یہی خصوصیت نمایاں ہے ۔ آئندہ قسط میں ان تمام مفاسد مواد کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے جس سے علمی اور مذہبی فضا کے مسموم ہونے کا اندیشہ ہو۔

(محمد ابراہیم فانی)
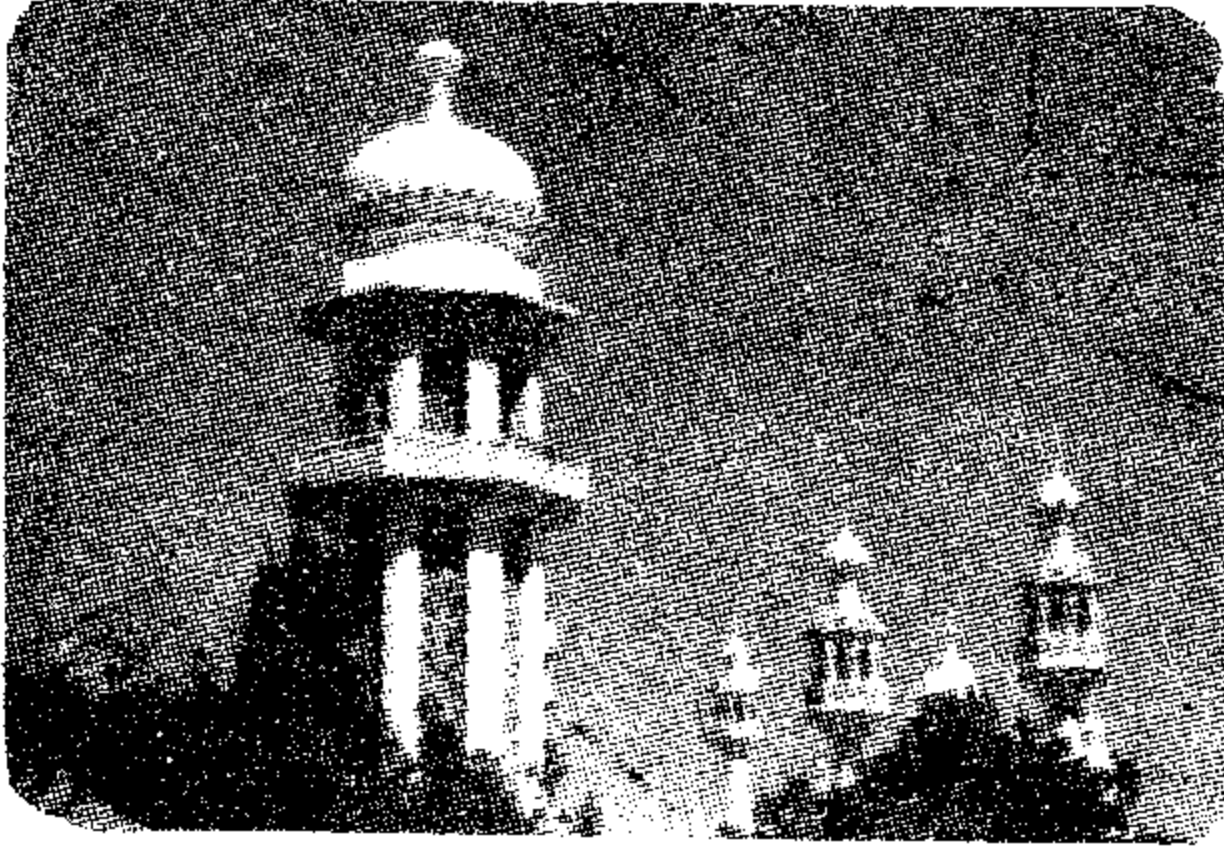
گورنر سرحد کی آمد ۲۲ اگست ۔ صوبہ سرحد کے گورنر جناب لفٹیننٹ جنرل فضل حق صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ۔ افغان مہاجرین سے تعاون کے سلسلہ میں آسٹریلیا کی حکومت کی طرف سے ان دنوں جو مہمان آئے تھے اور ان کی آمد کی مناسبت سے حکومتی سطح پر دارالعلوم کے قریب واقع مہاجرین کیمپ میں تقریب منعقد ہونی تھی مگر عین موقعہ پر زوردار بارش کی وجہ سے جناب گورنر صاحب نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے اجازت لے کر اس تقریب کو دارالعلوم میں منتقل کر دیا ۔ آسٹریلیا اور دیگر ملکی اور غیر ملکی مہمانوں کے ہمراہ گورنر سرحد تقریباً ۶ بجے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ۔ دارالحدیث میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے مصافحہ اور ملاقات کی ۔ جب کہ اس سے آدھ گھنٹہ قبل صوبہ بھر سے اعلیٰ آفیسرز، جہاد افغانستان کے اعلیٰ قائدین ۔ مجاہدین اور دیگر معززین پہنچتے رہے ۔ اور دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقاتیں ہوتی رہیں ۔

تقریب کا آغاز قاری محمد سلیمان صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا ۔ جناب گورنر سرحد نے اپنی تقریر میں دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی معیار اور اسلامی خدمات کے سلسلہ میں بہترین کردار کو سراہا ۔ اور عین بارش کے موقعہ پر دارالعلوم کے تعاون (بصورت اجازت تقریب) پر صد درجہ تشکر و امتنان کے جذبات کا اظہار کیا اور کہا ۔

" میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں جن سے میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کا اس موقعہ پر تعاون اور انسانی ہمدردی کے تحت دارالعلوم میں تقریب کی اجازت مرحمت فرمانے پر شکریہ ادا کر سکوں "

جناب گورنر سرحد نے اپنی تقریر میں دارالعلوم کے لئے ایک لاکھ روپے کے عطیہ کا اعلان بھی کیا ۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :-

" پاکستان اور دارالعلوم کا قیام ایک ساتھ ہوا ہے ۔ اسلامی تعلیمات ۔ قرآن و حدیث کی اشاعت ، نظریۂ پاکستان کے تحفظ ، بقا اور استحکام میں دارالعلوم حقانیہ نے بنیادی کردار ادا کیا ہے ۔ جناب گورنر صاحب جانتے ہیں اور یہاں تقریباً افغان مجاہدین کے تمام قائدین موجود ہیں اور سب جانتے ہیں کہ کراچی سے لے کر گلگت

اور چترال تک اور وہاں سے لے کر درۂ خیبر تک اور افغانستان میں جنگ کے محاذوں پر غرض جہاں جہاں بھی جہاد ہو رہا ہے اس میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء بھی پیش پیش ہیں۔ اور روسی دشمن کے لئے ننگی تلوار بن چکے ہیں۔ آج خدا تعالیٰ نے بارش برسا دی۔ اور مجاہدین و مہاجرین سے تعاون کے سلسلہ کی اس تقریب کو دارالعلوم میں منعقد ہونے کے غیبی اسباب پیدا فرما دئے۔ ہمیں افغان مجاہدین سے دلی ہمدردیاں ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ہمیں ہر ممکن عملی تعاون پر مسرت ہوتی ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ عملاً جہاد افغانستان میں زبردست حصے لے رہے ہیں۔ طلبہ کی جماعتیں جاتی ہیں۔ محاذ جنگ پر لڑ لڑ کر واپس آتی ہیں تو ادھر سے دوسری جماعتیں روانہ ہو جاتی ہیں اور یہ سلسلہ تمام سال جاری رہتا ہے۔

آخر میں حضرت شیخ الحدیث نے افغانستان مہاجرین کو پناہ دینے اور ان کے مسائل سے دلچسپی کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کی مساعی کو سراہا۔ اور اس سلسلہ میں اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

جب تقریب ختم ہوئی تو جناب گورنر اور دیگر معزز مہمانوں نے مولانا سمیع الحق صاحب (جو اتفاق سے اس دن سفر پر تھے) کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے مولانا انوار الحق صاحب اور مولانا عبدالقیوم حقانی کی معیت و رہنمائی میں دارالعلوم حقانیہ کے مختلف شعبہ جات دیکھے۔ درس گاہیں، مطبخ، کتب خانہ، دفاتر، تعلیمی کوائف اور شعبہ جات سے متعلق معلومات میں دلچسپی لی۔ اور حد درجہ محظوظ ہوتے۔ واپسی پر دوبارہ دفتر اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث کے پاس حاضر ہوتے اور دارالعلوم سے متعلق اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔

تعلیمی سال کا آغاز　۱۰ ارشوال سے دارالعلوم کا نیا تعلیمی سال شروع ہوا اور ۱۷ شوال تک طلبہ کا داخلہ جاری رہا۔ اس کے بعد جب دارالاقاموں کے علاوہ شہری مساجد میں بھی طلبہ کے قیام کی گنجائش باقی نہ رہی تو مزید عمومی داخلہ بند کر دیا گیا۔ طلبہ دور دراز سے آتے رہے اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ مگر افسوس کہ عدم گنجائش کی وجہ سے دارالعلوم میں تعلیم و تربیت کی سعادت سے محروم ہو رہے ہیں۔

دارالحفظ میں بھی یہی صورت حال رہی۔ ایک سو سے زائد طلبہ کو چار اساتذہ کی زیر نگرانی داخلہ دیا جا سکا دارالاقاموں میں مزید گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے روزانہ دسیوں طلبہ کو واپس کیا جا رہا ہے۔

دارالعلوم میں درس نظامی کے طلبہ کے لئے مزید دارالاقاموں اور حفظ و تجوید کے طلبہ کے لئے ایک مزید ہاسٹل کی تعمیر زیر غور ہے۔ اہل خیر توجہ فرمائیں تو انشاء اللہ یہ منصوبہ بھی جلد تکمیل کے مراحل طے کر کے مہمانان رسول ﷺ کے لئے آرام و آسائش اور تعلیم و تربیت کا باعث ہوگا۔ اور اس میں حصہ لینے والوں کے لئے آخرت کا

بہترین سرمایہ اور صدقہ جاریہ ہے۔

واردین وصادرین ۸ اگست مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب فیصل آباد۔ جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا اور جناب بریگیڈیئر گلزار احمد صاحب ظہر کے بعد دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ چونکہ اس وقت حضرت شیخ الحدیث مدظلہ گھر میں تھے۔ اس لئے معزز مہمان ان کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ بیٹھک میں ان سے ملاقات کی جو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ ان ہی دنوں وفاقی شرعی عدالت کے تحت لاہور میں مرزائیت کا کیس چل رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث نے مولانا عبدالرحیم اشرف کو دیکھتے ہی فرمایا کہ میرا تو خیال تھا کہ ان دنوں آپ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم ہوں گے مگر آپ تو یہاں پھر رہے ہیں۔ پھر اسی سلسلہ میں اہم امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

★ ۱۰ اگست۔ مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) کے طلبہ کا ایک وفد دارالعلوم آیا جن کی راہنمائی سعودی عرب میں زیر تعلیم پاکستانی طلبہ کر رہے تھے۔ دارالعلوم کی تعلیمی کارکردگی اساتذہ کی تربیت و سادگی اور طلبہ کے اخلاق سے حد درجہ متاثر ہوئے۔ دارالعلوم کے تمام شعبہ جات کو تفصیلاً دیکھا۔ بعد العصر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ہاں ان کی مسجد (قدیم دارالعلوم حقانیہ) میں ان سے ملاقات کی۔ دارالعلوم سے متعلق مسرت اور فرحت و انبساط سے بھرپور جذبات کا اظہار کیا۔ عشاء کے قریب وفد کی واپسی ہوئی۔

★ ۲۳ اگست۔ افغان مشائخ اور علماء کی ایک جماعت وفد کی صورت میں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائی۔ جہاد افغانستان، مجاہدین میں اتحاد اور اس کو مزید مستحکم کرنے کے سلسلہ میں مولانا سمیع الحق صاحب سے دفتر الحق میں ملاقات کی جو تقریباً دو گھنٹے جاری رہی۔

جہاد افغانستان کی موجودہ صورت حال کے علاوہ کئی اہم امور زیر بحث آئے۔ تقریباً ۱۲ بجے وفد کے ارکان مولانا سمیع الحق صاحب کی معیت میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے دفتر اہتمام میں ملے۔ جہاں معزز مہمانوں کو ضیافت دی گئی۔ شیخ الحدیث مدظلہ سے بھی اہم مذاکرہ ہوا۔ دونوں جگہوں کے مذاکرہ اور گفتگو کو مولانا عبدالقیوم حقانی نے قلم بند کر لیا ہے۔ قابل اشاعت حصہ عنقریب الحق میں شائع کر دیا جائے گا۔

پاکستان کا مطلب کیا؟
لا الہ الا اللہ
پاکستانی بنیئے
پاکستانی مصنوعات خریدیئے
آپکے ذوق کیلئے۔ آپ کی زیبائش کیلئے
محمد فاروق ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
فیضی ہاؤس آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی۔

PAKISTAN

جونیئر کمیشن

پاکستان بحریہ میں دینی معلمین کی ضرورت

پاکستان نیوی میں جونیئر کمیشن میں بحیثیت دینی معلمین تقرر کے لئے پاکستانی مرد شہریوں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

عمر:- ۳۱ دسمبر ۱۹۸۴ء کو ۳۵ سال سے زیادہ نہ ہو۔

تعلیمی قابلیت:-
میٹرک/ ایس۔ ایس۔ سی۔ معہ کسی تسلیم شدہ مدرسہ کی درس نظامی کی فاضل/ فارغ سند۔

امیدوار حضرات سادہ کاغذ پر اپنی درخواستیں بمعہ تین حالیہ پاسپورٹ سائز تصویریں اور تصدیق شدہ تعلیمی سرٹیفکیٹ کی کاپی کے ساتھ ارسال کریں۔
مزید معلومات کے لئے ڈائریکٹر رکروٹمنٹ۔ نیول ہیڈکوارٹرز اسلام آباد، فون:- ۸۲۱۸۹۰ کو لکھئے یا مندرجہ ذیل دفاتر سے رجوع کیجئے۔

۱۔ کراچی۔ پاکستان نیوی رکروٹمنٹ اور سلیکشن سینٹر ۷۔ لیاقت بارکس، رفیقی شہید روڈ
فون:- ۵۱۶۴۳۴

۲۔ راولپنڈی۔ پاکستان نیوی رکروٹمنٹ اور سلیکشن سینٹر ڈی۔ ۸۵۔ روڈ نمبر ۶۔ سیٹیلائٹ ٹاؤن،
فون:- ۸۴۰۴۶۴

۳۔ لاہور کینٹ۔ پاکستان نیوی رکروٹمنٹ اور سلیکشن سینٹر۔ ۲۳/ ایف ظفر روڈ۔ فون:- ۳۷۰۴۹۸

۴۔ ملتان کینٹ۔ پاکستان نیوی رکروٹمنٹ اور سلیکشن سینٹر ۵۷/ جی شبیر شاہ روڈ۔ فون:- ۳۰۱۰۹

آخری تاریخ

ڈائریکٹوریٹ آف ریکروٹمنٹ نیول ہیڈکوارٹرز اسلام آباد میں درخواستیں وصول کرنے کی

۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء
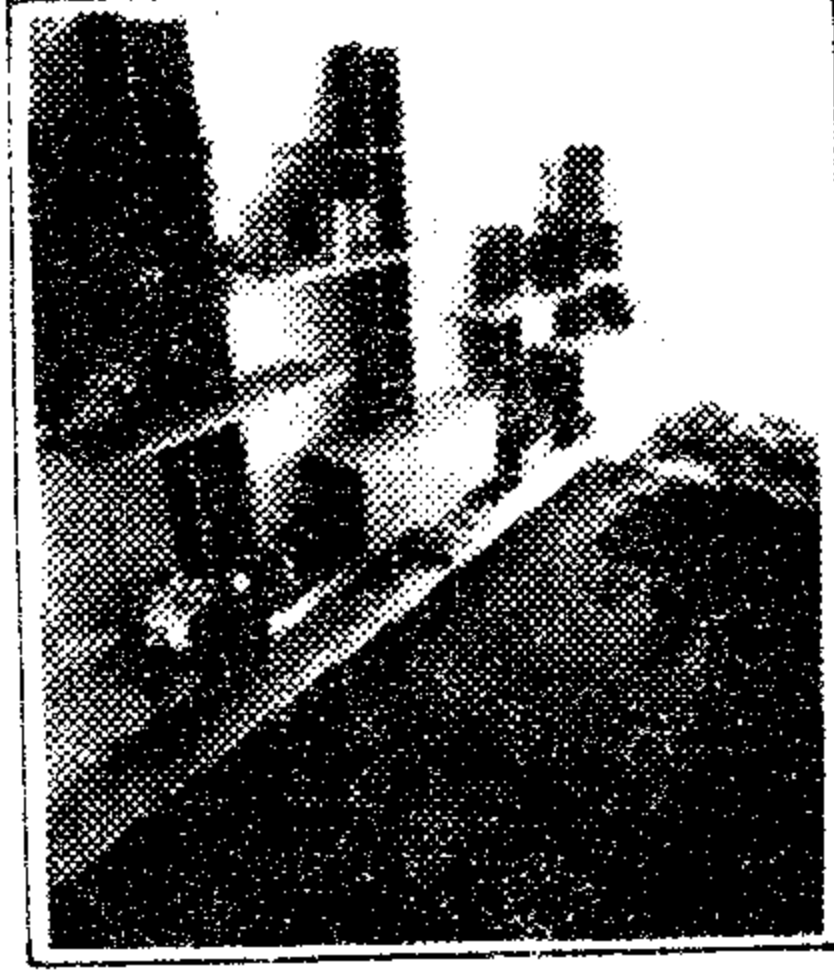
مؤتمر المصنفین کی تازہ عظیم اور شاہکار پیشکش
ایک نادر تحفہ —— ایک عظیم خوشخبری
حقائق السنن
جلد اول
(شرح جامع السنن للامام الترمذی)
شائع ہو گئی ہے
۔ افادات — محدث یگانہ علامہ عصر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ بانی دارالعلوم حقانیہ ۔
۔ باہتمام و نگرانی — مولانا سمیع الحق مدیر الحق و صدر مؤتمر المصنفین ۔
۔ ترتیب و مراجعت — مولانا عبدالقیوم حقانی ۔
حدیث کی جلیل القدر کتاب جامع ترمذی شریف سے متعلق شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
کے درسی افادات و آمالی کا عظیم الشان علمی سرمایہ اردو زبان میں پہلی بار منصہ شہود پر
اہل علم، اساتذہ اور طلباء دورۂ حدیث ایک زمانہ سے اس کے انتظار میں تھے۔
چند خصوصیات
۔ حدیثی و فقہی مباحث کا شاہکار
۔ مسلک احناف کے ٹھوس دلائل اور دلنشین تشریح
۔ معرکۃ الآراء مباحث پر فقیہانہ اور حکیمانہ کلام
۔ چالیس سالہ تدریسی معارف و نکات کا مجموعہ
۔ نقد احادیث کے نادر مباحث کا ذخیرہ
۔ انداز بیان نہایت عام فہم اور سادہ
۔ حدیث سے متعلق سیر حاصل مباحث پر مشتمل مقدمہ
۔ نہایت تحقیقی تعلیقات اور اضافے ۔
۲۹ × ۲۲ سائز کے تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل پہلی جلد جامع ترمذی کے الطہارات کے
ایک سو گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔
کاغذ، کتابت، طباعت، جلد بندی ہر لحاظ سے معیاری اور شاندار۔ قیمت ۱۲۵ روپے
طلباء، اہل علم و مدارس کے لئے خاص رعایت
مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۔ ضلع پشاور

REGD-NO.P-99

AL-HAQ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝

پارہ ۲۲ سورہ الاحزاب رکوع ۶ آیت ۴۵، ۴۶

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مومنوں کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کافروں کو) ڈرانے والے ہیں اور (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔

O Prophet ! truly We have sent thee
as a Witness, a Bearer of glad
tidings, and a Warner, and as
one who invites to Allah's (Grace)
by his leave. And A Lamp Spreading Light

Karachi Port Trust

The Port of Pakistan